اہل حدیث اور احناف

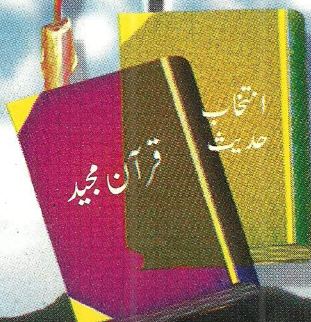


کے

درمیان اختلاف کیوں؟

ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جوناگڑھی



اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن

اہل حدیث اور احناف

کے درمیان اختلاف کیوں؟

ایک حقیقت پسندانہ تجزیہ

تالیف:

خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جونا گڑھیؒ

اہل حدیث اکیڈمی مئوناتھ بھنجن یو۔پی

کتاب	:اہل حدیث اور احناف کے درمیان اختلاف کیوں؟
مؤلف	:خطیب الہند مولانا محمد صاحب محدث جونا گڑھی ؒ
طابع وناشر	:اہل حدیث اکیڈمی مئو
کمپوزنگ	:رحمان کمپیوٹر مئو
اشاعت اول	:مارچ ۲۰۰۱ء
اشاعت دوم	:ستمبر ۲۰۰۱ء
قیمت	21 روپے

Ahlehadees Academy

Mirzahadipura Chowk

Mau Nath Bhanjan U.P

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لـــولیـــہ والســـــلام عـــلیٰ نبـــیہ - امـــا بعـــد:

آغاز کلام

مذہب حنفی کے پیروکاروں نے دنیا میں شہرت کر رکھی ہے کہ فقہ حنفی کی کتابوں کا ایک مسئلہ بھی خلافِ حدیث نہیں (۱) بلکہ یہ فقہ، قرآن وحدیث کا مغز گودا اور عطر ہے۔ بے کھٹکے اس پر عمل کرنا ہی نجات کا سبب ہے۔ اس لئے میں اس کتاب میں اس بات کو غلط ثابت کرنے، اس دعوے کی حقیقت سے مسلمانوں کو آگاہ کرنے اور یہ بتانے کے لئے کہ فقہ میں سیکڑوں مسائل احادیثِ صحیحہ کے صریح خلاف ہیں۔ یہ مضمون بطور نمونہ لکھتا ہوں اور خدا سے دعا کرتا ہوں کہ ؎

الٰہی دے اثر ایسا مری بیتابیٔ دل میں
چلے آئیں کلیجہ تھام کر وہ میری محفل میں

---

(۱) مولانا مفتی سعید احمد صاحب استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند "حدیث اور اہل حدیث" (مطبوعہ مکتبہ مدنیہ دیوبند) کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں "فقہ حنفی کے تمام مسائل جہاں ایک طرف عقل کے بلند معیار پر پورے اترتے ہیں وہاں قرآن وحدیث سے بھی پوری طرح ہم آہنگ ہیں" اور اس کتاب کے مصنف مولانا انور خورشید لکھتے ہیں "احناف کثراللہ سوادہم استنباطِ مسائل میں حتی الوسع قرآن وسنت کو سامنے رکھتے ہیں اور کسی بھی مسئلہ کے صراحتاً قرآن وسنت میں ہوتے ہوئے قیاس واجتہاد نہیں کرتے" (حدیث واہل حدیث ص ۸۷)

میرا مقصود اس سے یہ ہے کہ ہمارے حنفی بھائی فقہ کے کسی مسئلے کو خلافِ حدیث نہیں جانتے آج تقریباً ایک ہزار سال سے یہی سبق پڑھایا جاتا رہا اور اب وہ لوحِ دل پر جم چکا ہے اس لئے آنکھیں بند کر کے صرف فقہ پر ہی مدارِ دین رکھ دیا گیا ہے، میں ظاہر کر دینا چاہتا ہوں کہ حقیقت اس کے خلاف ہے، فقہ کے سیکڑوں مسائل حدیث شریف کے خلاف ہیں (ا) جب یہ کھلا اختلاف اپنے ان بھائیوں کے سامنے رکھ دیا جائے گا تو پھر کون سا مسلمان ہے؟ جس کا دل چاہے گا کہ حدیث کے خلاف وہ کسی کی بات مانے اور حدیث کو چھوڑ دے۔

حدیث و فقہ کا فرق

فرمانِ قرآن ہے ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ . بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾ (۲) دو سمندر ہیں ایک کھاری ایک میٹھا، گو بظاہر ملے جلے ہوئے ہیں لیکن قدرت نے ان میں وہ حجاب اور آڑ رکھی ہے کہ نہ اس کا کھاری پانی اس کے میٹھے پانی کو بگاڑ سکے نہ اس کا میٹھا پانی اس کے کھاری پانی میں مل سکے، میں نے مذکورہ آیت اس لئے نقل کی ہے کہ ناظرین سمجھ لیں کہ جیسے دونوں سمندر کھاری اور میٹھا ہماری نگاہوں میں بہ ظاہر ملے جلے نظر آتے ہیں لیکن دراصل قدرت نے ایک کو ایک سے بالکل ہی الگ رکھا ہے، ادھر سے ایک چلو پانی اگر آپ لیں تو میٹھا ہوگا۔ اور ادھر

فقہ کے خلافِ حدیث مسائل کا نمونہ دیکھنے کے لئے ملاحظہ فرمائیں "درایت محمدی" مطبوعہ اہل حدیث اکیڈمی مئو۔

(۲) الرحمن ۵۵/ ۱۹-۲۰

سے لیں تو کڑوا ہو گا، اسی طرح گو موجودہ فقہ وحدیث بظاہر خلط ملط نظر آئے لیکن فی الواقع قدرت نے ایک کو ایک سے بالکل الگ رکھا ہے جو صرف ایک ہی مسئلہ پر غور کی نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔

اہل حدیث اور حنفیوں کا اختلاف

حنفی اور اہل حدیث قرآن وحدیث کے ماننے پر متفق ہیں، اسی طرح امامانِ دین، محدثین ومجتہدین کی عظمت وحرمت پر بھی ان کا اتفاق ہے، ذرا سا اختلاف پچھلے زمانوں میں اس بات پر ہو گیا ہے کہ آیا ائمہ دین میں سے چار اور ان چار میں سے ایک کی جملہ باتیں تمام مسائل، تقلیدی طور پر ماننے چاہئیں یا نہیں؟ حنفیوں کی طرف سے اس کا اقرار اور اہل حدیثوں کی طرف سے اس کا انکار ہوا، اس اختلاف نے طول پکڑا اور حدیث کی کتابیں اور قرآن جو اس وقت تک دنیائے اسلام کے لئے کافی سمجھا جاتا رہا تھا ان کے علاوہ چاروں مذہب کی فقہ کی کتابیں جداگانہ مرتب ہوئیں، یہ ظاہر ہے کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور خدائے تعالیٰ غلطی سے، بھول سے، پاک ہے حدیث رسول اللہ ﷺ کا کلام ہے اور آپ معصوم تھے، شرعی احکام میں غلطی آپ سے ناممکن تھی، مجتہدانِ دین گو اپنے مراتب میں کتنے ہی بڑھے چڑھے کیوں نہ ہوں لیکن وہ غلطی سے پاک اور معصوم نہیں، ورنہ رسول اللہ ﷺ اور غیر رسول میں فرق ہی کیا رہ جائے؟ اس لئے اصولاً حنفی اور محمدی میں یہ طے شدہ مسئلہ ہے کہ

"المجتهد قد يخطیء وقد یصیب "(۱) یعنی کبھی مجتہد کا اجتہاد قرآن وحدیث کے مطابق ہوتا ہے کبھی خلاف، اس اصول کے ماتحت لازمی چیز ہے کہ فقہ کے ائمہ کے مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو موافق ہوں قبول کئے جائیں جو خلاف ہوں رد کردیئے جائیں ، چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت نامہ میں لکھا ہے کہ "فقہاء کے اجتہادی مسائل کو قرآن وحدیث پر پیش کیا جائے جو مطابق ہوں قبول کئے جائیں جو خلاف ہوں انھیں ناقابل عمل سمجھ کر چھوڑ دیئے جائیں"۔

فقہاء کے تمام مسائل حدیث کے مطابق نہیں

اس چیز کو گو اصولاً حنفی اہل حدیث سب مانتے ہیں لیکن مغالطہ یہ لگا کہ فقہ کے تمام مسائل حدیث کے مطابق ہی ہیں کوئی مسئلہ خلاف نہیں ، یہ بطور عقیدے کے حنفی حضرات کے دل میں بٹھا دیا گیا ، لہذا ضروری ہے کہ فقہ وحدیث کا مقابلہ کر کے ان مسائل کو بتلایا جائے جو کھلم کھلا حدیث سے ٹکراتے ہیں تاکہ حنفیت روشنی میں آجائے اور پردے ہٹ جائیں، یہ سلسلہ نہ کسی کی تردید کے لئے ہے نہ کسی کو برا کہنے کے لئے ، بلکہ اس سے غرض صرف اتنی ہے کہ یہ واضح ہو جائے کہ فقہ کے مسائل، حدیث کے خلاف بھی ہیں، جب یہ معلوم ہو گیا تو اصول اسلام اور مسلمہ فریقین فیصلہ خود مجبور کردے گا کہ خلاف احادیث

(۱) ردالمحتار المعروف به شامی ج۱ صـ ۱۳۹ (مکتبہ زکریا دیوبند)

مسائل ترک کردیے جائیں اور جب یہ ہو گیا تو یہی اہل حدیث کا مذہب ہے اور یہی ہمارا اصلی مقصود ہے کہ عمل قرآن وحدیث پر کیا جائے اور جہاں آیت دیکھی گردن خم، جہاں حدیث دیکھی کمر دوتا۔

اماموں کو ان کی شان سے بڑھانا بھی بے ادبی ہے

فرمانِ خدا ہے ﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ۔ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيَانِ﴾(۱) شانِ خدا ہے کہ دو دریا کھاری، میٹھے بظاہر ملے جلے ہیں، لیکن قدرتی طور پر ان میں حجاب ہے، ٹھیک اسی طرح یہی شانِ خدا حدیث وفقہ میں نمایاں نظر آتی ہے حدیث کی مٹھاس اس تلخی سے بہت دور ہے جو قیاس میں ہے ،انسان کو گرانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ جس مرتبے کا وہ ہو اس سے کم مرتبہ اس کے لئے ہم ثابت کریں۔ مثلاً ایک بادشاہ کو وزیر کہہ دیں یا اس سے بھی کم۔اسی طرح دوسری صورت اسے گرانے کی یہ بھی ہے کہ اس کے مرتبے سے اسے بڑھادیں مثلاً کسی پولیس والے کو ہم بادشاہ کہہ دیں بزرگوں کی دشمنی کے بھی یہی دو درجے ہیں۔ کسی بزرگ کو ان کی حیثیت سے گرانا بھی ان کی بے ادبی اور خلافِ شرع ہے، مثلاً ائمہ دین مجتہدین شرع متین کو گستاخانہ لفظوں سے، برائی سے یاد کرنا اسی طرح ان کی بے ادبی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انھیں ان کے مرتبے سے بڑھادیں مثلاً کسی ولی اللہ کو اللہ کہہ دیں۔ کسی امام کو رسول اللہ بتادیں۔ جس طرح ان دونوں طریقوں سے بے ادبی ہوتی ہے اسی

---

(۱) الرحمن ۵۵/۱۹-۲۰

طرح دلی خیالات بھی انہی دو طریق پر ہیں اور وہ بھی دونوں بے دینی کے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ جو برتا جائے وہ بھی انہی دو طریق کا ہوتا ہے پس کسی امام دین کی جس طرح توہین ہے کہ اسے سرے سے امام یا بزرگ ہی نہ مانا جائے اسی طرح ان کی یہ بھی توہین ہے کہ انھیں خدائی درجے پر یا نبوت کی کرسی پر مان لیا جائے۔

تقلید شخصی میں امام کو گویا نبی ماننا ہے

ہم اہلحدیث جس طرح ائمہ کی جناب میں گستاخی کرنے والوں کو حد سے گذرا ہوا مانتے ہیں اسی طرح ان کے درجات کو اس بے طرح بلند کرنے والوں کو بھی کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھتے، ہمیں اپنے بعض بھائیوں سے یقیناً یہ شکایت ہے کہ انھوں نے اماموں سے جو برتاؤ رکھا ہے وہ ان کے درجے سے بہت بڑھا ہوا ہے، صاف لفظوں میں سنئے! کہ اس برتاؤ کے لائق صرف اللہ کے رسول ﷺ ہی ہوتے ہیں صلوۃ اللہ وسلامہ علیہم۔ مثلاً یہ مان لینا کہ جو فلاں امام کہے گا میں تو اسے ہی سچا مانوں گا، مجھے ان کے اس قول کے بعد کسی آیت قرآنی یا حدیث رسول کی مطلقاً ضرورت نہیں، میرا مذہب وہ ہے جو میرے امام نے فرمادیا، میرا دین وہ ہے جو اس کا اجتہاد تھا. میری نجات اسی میں ہے کہ اپنی عمر تقلید میں گذاردوں. کبھی بھولے سے بھی یہ خیال دل میں نہ لاؤں کہ اس مسئلے میں خدا کا اس کے رسول کا فرمان کیا ہے؟ مجھے معاف رکھا جائے اگر میں کھلے لفظوں میں کہہ دوں کہ یہ تو امام ماننا نہیں بلکہ پیغمبر ماننا ہے

اوران کادرجہ حد سے بڑھا کر نبوت کی کرسی سے نبی ﷺ کو ہٹا کر اس پر انھیں بٹھادینا ہے، جس طرح وہ بد اور بد سے بدتر جو امام کی امامت کا بھی قائل نہ ہو اسی طرح وہ بھی کم از کم نیک تو نہیں کہا جاسکتا جو امام کو نبی کی جگہ بٹھائے۔

جماعت اہل حدیث کی چاہت

اس وقت ہم میں اور حنفی بھائیوں میں جو اختلاف ہے وہ اسی اصول کے سمجھ جانے اور سلجھا لینے سے حل ہو جاتا ہے، اہل حدیث دل سے اور کھرے دل سے اماموں کی امامت کے قائل ہیں، لیکن ہاں ان کی نبوت کے قائل نہیں، دوسری جانب سے بھی گو لفظ تو یہی ہیں لیکن عمل یہ بتلاتا ہے کہ ساری شرع کے لئے دینی و دنیوی کل امور کے لئے فقط امام کی ذات کو کافی مان لیا گیا ہے، پاکی پلیدی کے احکام سے لے کر اسلام و کفر تک کے کل احکام ائمہ کے اجتہاد پر موقوف مان لئے گئے ہیں، یہاں تک کہ نبی کی طرف سے نسبت بھی ہٹالی گئی ہے، پس حدِ اعتدال والی جماعت محمدی چاہتی ہے کہ جملہ مسلمانانِ عالم انصاف پر آجائیں اور صحیح راہ پر کھڑے ہو جائیں، افراط پر بھی لعنت بھیج دیں۔ اور تفریط پر بھی، ائمہ کے اقوال کو حدیث کے تابع سمجھیں جہاں موافقت ہو مقبول، جہاں مخالفت ہو مردود۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَهُوَ الَّذِىْ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا

عَذْبٌ فُرَاتٌ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا بَرْزَخًا وَحِجْرًا مَّحْجُورًا﴾(ا) گو ظاہری طور پر میٹھے اور کھاری پانی کے دو دریا ملے جلے ہیں لیکن قدرت کے تصرف نے انہیں بالکل ہی الگ الگ رکھا ہے، اسی طرح رائے اور حدیث گو بظاہر کتنے ہی خلط ملط ہو جائیں لیکن قدرتی حجاب انھیں کبھی بھی ایک نہیں ہونے دیتا۔

ایک واقعہ سنئے : حضرت امام ابن شبرمہؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت امام ابو حنیفہ کو لیکر امام جعفر محمد بن علی بن الحسینؒ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میرے ان سے دوستانہ تعلقات تھے۔ علیک سلیک کے بعد میں نے امام جعفرؒ سے امام ابو حنیفہؒ کا تعارف کرایا اور کہا کہ یہ عراقی ہیں بڑے فقیہ اور عقلمند ہیں۔ امام جعفرؒ پہچان گئے اور فرمانے لگے شاید یہی ہیں جو دینِ خدا میں رائے قیاس لگایا کرتے ہیں؟ انہی کا نام نعمان ہے؟ میں جواب دوں اس سے پہلے امام صاحب نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی نیکیوں میں برکت دے آپ نے درست فرمایا۔ میرا نام نعمان ہی ہے، آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو! دین میں اپنی رائے اپنا قیاس نہ دوڑاؤ، سنو! سب سے پہلے جس نے امرِ دین میں قیاس کیا وہ ابلیس تھا، جناب باری کا اسے حکم ہوتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو وہ جواب دیتا ہے کہ قیاس یہ چاہتا ہے کہ چھوٹا بڑے کے آگے جھکے، میں بڑا ہوں اس لئے کہ میں آگ سے پیدا ہوا ہوں یہ مجھ سے کمتر ہے اس لئے کہ یہ مٹی سے

---

(۱) الفرقان ۲۵/۵۳

پیدا ہوا ہے، پس تیرا یہ حکم سراسر قیاس کے خلاف ہے کہ میں اس کے سامنے سجدہ کروں۔

امام جعفر: اچھا آپ میری ایک بات کا جواب تو دیجئے، فرمایئے! وہ کون سا کلمہ ہے؟ جس کا اول حصہ شرک ہو اور آخری حصہ ایمان ہو؟

امام ابو حنیفہ: مجھے معلوم نہیں۔

امام جعفر: وہ کلمہ لاالہ الا اللہ ہے اگر لاالہ کہہ کر کسی نے زبان روک لی تو وہ مشرک ہے جب اس نے اسی کے ساتھ الا اللہ بھی کہا اب وہ مومن ہوا پس یہ ہے کلمہ جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے۔

امام جعفر: اچھا فرمایئے کسی کو ناحق قتل کر دینے کا وبال دگناہ بڑا؟ یا زناکاری کرنے کا؟

امام ابو حنیفہ: ناحق کا قتل زناکاری سے بڑا گناہ ہے۔

امام جعفر: اب بتلاؤ کیا یہ صحیح نہیں؟ کہ قتل کے ثبوت کے لئے دو گواہ شریعت نے معتبر مانے ہیں لیکن زنا کے لئے چار گواہ معتبر مانے ہیں۔ اگر دو ہوں تو قتل تو ثابت ہو جائے گا لیکن زنا ثابت نہ ہو گا حالانکہ قتل زنا سے بدتر ہے پھر یہاں تمہارا قیاس اور تمہاری رائے کہاں گئی؟ قیاس اور رائے کے اعتبار سے تو چاہیئے تھا کہ قتل پر زیادہ گواہ ہوں اور زنا پر، کم کیونکہ جرم کے لحاظ سے زنا قتل سے کم ہے پس ثابت ہوا کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

امام جعفر: فرمائیے! خدا کے نزدیک روزہ بڑا ہے یا نماز؟
امام ابو حنیفہ: روزے سے نماز بڑی اور اہم چیز ہے۔
امام جعفر: پھر کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت کو نماز کی قضا کا حکم نہیں ملا اور روزے کی قضا کا حکم ملا ہے، بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں کہاں گیا؟ قیاس کی رو سے تو چاہئے تھا کہ بڑی چیز یعنی نماز کی قضا کا حکم ہوتا نہ کہ روزے کی قضا کا، لیکن شریعت نے اس کے خلاف حکم دیا ہے پس ثابت ہے کہ شریعت میں رائے قیاس کوئی چیز نہیں۔

امام جعفر کی نصیحت

اے بندۂ خدا! خدا سے ڈرو، قیاس کو رائے کو چھوڑ دو، سنو! ہم تم خدا کے ہاں قیامت کے دن پروردگار کے روبرو کھڑے ہوں گے، ہم تو اپنے بتلائے ہوئے مسائل کی دلیل قرآن سے حدیث سے لیں گے، خدا کے روبرو اپنے مسائل کی دلیل میں بھی یہی دو چیزیں پیش کریں گے اور ان شاء اللہ چھٹکارا پالیں گے لیکن آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے جو مسائل بتلائے اور پھیلائے ہیں ان کی بابت جب روزِ قیامت خدائے تبارک وتعالیٰ آپ سے سوال کرے گا تو آپ کا جواب بجز اس کے اور کیا ہوگا؟ کہ آپ کہیں ہماری رائے یہی تھی، ہمارا قیاس یہی تھا، اب بتلاؤ کہ تمہارے ساتھ خدا کا برتاؤ کیا ہوگا؟ اسے سوچ سمجھ لو، اور وہ جواب تیار کرلو جو خدا کے ہاں کام آئے، (اعلام الموقعین)(۱)

---

(۱) اعلام الموقعین ج۱ صہ ۹۳

مندرجہ بالا واقعہ ہم ناظرین کے سامنے رکھ کر ان کے زندہ ضمیر سے اپیل کرتے ہیں کہ کیا اس واقعہ نے اس امر کو صاف طور پر ثابت نہیں کر دیا کہ رائے قیاس شریعت محمدیہ میں کوئی چیز نہیں، ظاہر ہے کہ رائے قیاس کے مسائل عموماً شریعت محمدیہ کے مخالف ہوں گے جیسے کہ مندرجہ بالا واقعہ سے روزِ روشن کی طرح ظاہر ہے لیکن افسوس اس بداہت کے خلاف بھی آج یہ عقیدہ بعض مسلمانوں میں پایا جاتا ہے کہ رائے قیاس کی موجودہ کتبِ فقہ کے تمام مسائل قرآن حدیث کے مطابق ہیں۔

چاروں مذہب بر حق نہیں

ارشادِ باری ہے ﴿وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ﴾(۲) یہی وہ حق ہے جو خدا کی طرف سے ہے اب جو چاہے مانے جو چاہے انکار کر دے، ہے کوئی جو اس امر کا انکاری ہو کہ حق ایک ہے؟ اس حق کے سوا جو ہو وہ باطل ہے، اس حقیقت کو مانتے ہوئے جو حضرات چاروں مذہبوں کو حق کہتے ہیں، وہ سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں؟ اگر سارا حق ایک مذہب میں ہے تو ظاہر ہے کہ باقی کے تینوں مذہب حق نہ رہے، اگر چاروں میں سے ہر ایک میں حق ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں حق کا چوتھائی حصہ ہے، نہ کہ پورا حق، جب ایک چوتھائی حق ہے تو یہ بھی مسلم ہے کہ ہر مذہب میں تین چوتھائی باطل ہے، آپ ایک

---

(۲) الکھف ۱۸/ ۲۹

روپۓ کے چار حصے کریں، چار ڈھیریاں ریت کی کریں اور اس ایک روپۓ کو ان چار میں رکھیں، تو ظاہر ہے کہ ہر ایک میں آپ ایک چونی رکھ سکتے ہیں، جس جس ڈھیر پر جو جماعت قبضہ کر کے بیٹھے گی وہ بہت کچھ محنت کرنے کے بعد رول رول کر اس ڈھیر میں سے چونی نکال سکتی ہے نہ کہ پورا روپیہ۔ پس اگر حق ان چاروں میں ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق ہے اور تین چوتھائیاں باطل کی ہیں، ہے کوئی جو اس کھلی حقیقت سے انکار کرے؟

اہل حدیث پورے حق پر ہیں

ہاں وہ جماعت جو اس ایک حق کے ٹکڑے نہ کرے اسے چار حصوں میں اور چار ڈھیروں میں اور چار مذہبوں میں تقسیم نہ کرے وہ بیشک پورے حق کی مالک رہ سکتی ہے اس کے قبضہ میں پورا روپیہ رہ سکتا ہے۔

مندرجہ بالا چار جماعتیں چاروں مذہب والوں کی تھیں۔ اور یہ ایک جماعت اہل حدیث کی ہے اسے آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا اسی آیت وحدیث پر عمل کر سکتا ہے جو اس کے مذہب میں ہو جس پر اس کے امام کی مہر لگی ہوئی ہو جو اس کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں قابل عمل قرار دی گئی ہو جسے اس کے مذہب کے بانی نے مانا ہو اور قابل عمل قرار دیا ہو، پس ہر ایک کے لئے ایک روک ہے اہل حدیث کی جماعت اس روک سے بالکل الگ ہے اس لئے وہ ہر آیت وحدیث پر عمل وعقیدہ رکھ سکتی ہے۔

حنفی اور اہل حدیث کی مثال

اسی کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وسیع مکان ہے جس کے چار حصے کر دیئے گئے اور ہر حصے کو دیواریں بنا کر دوسرے سے بالکل الگ کر دیا گیا، اور چاروں حصوں میں مختلف لوگوں نے رہائش شروع کر دی، ظاہر ہے کہ ہر قبیلے والوں کے لئے وہی وسعت رہی جو اس اصلی مکان کی وسعت کی چوتھائی ہے، پورے مکان کی وسعت ان چاروں قبیلوں میں سے کسی کو حاصل نہیں، لیکن جو قبیلہ اس وسیع مکان کے چار حصے نہ کرے اسے اس کی اصلی وسعت وکشادگی پر رہنے دے، ظاہر کہ اس کے لئے بہت وسیع میدان ہے، یہ قدرت کی وسیع فضا میں، کھلی ہوائیں اور صاف روشنی میں اپنا گذر کر سکتا ہے اور کر رہا ہے، جن لوگوں نے دین خدا کے چار حصے کئے ہیں، دراصل انھوں نے زیادہ سے زیادہ چوتھائی دین کو لیا ہے، نہ کہ کامل دین کو، کامل دین ان کے ہاتھ میں ہے جو اس حصے بخرے سے الگ ہیں جو اس بٹوارے سے ناراض ہیں۔

مقلد آزادی سے عمل بالحدیث نہیں کر سکتا

آپ آزمالیں۔ ایک صحیح حدیث ایک حنفی کے پاس رکھیں، اس کا صاف جواب ہوگا کہ میرا مذہب اس کے مطابق نہیں، میرے مذہب میں تو یوں ہے اور اس کی دلیل فلاں دوسری حدیث ہے اب وہ دلیل ہو یا نہ ہو مضبوط ہو یا پھسپھسی ہو، بہر صورت اس صحیح حدیث پر اس کا عمل

وعقیدہ نہیں، یہی حالت آپ شافعیہ کی پائیں گے، اور اسی حالت پر آپ حنبلیوں کو دیکھیں گے اور یہی نقشہ آپ مالکیوں کا پائیں گے، لیکن بحمد للہ جماعت محمدیہ اہل حدیث کے سامنے جہاں آپ نے کوئی صحیح حدیث پیش کی اس نے سر جھکادیا اور کہہ دیا کہ ہر فرمانِ رسول ﷺ سر آنکھوں پر، آج کتنی ہی حدیثیں جو صحیح ہیں صریح ہیں لیکن حنفی حضرات کے نزدیک وہ متروک ہیں، لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی نہیں جو ان پر عمل کرے۔

دوستو! یا تو کہہ دو کہ ہم حدیثِ رسول ﷺ پر عمل نہیں کرتے یا آؤ ان پر بھی عمل شروع کردو پروردگار تو خوب دانا بینا ہے میری یہی تمنا ہے کہ تیرے رسول کی احادیث پر مسلمان عامل ہو جائیں۔

روایت اور درایت کا فرق

ارشاد خداوندی ہے ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتَابَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾(۱) ان کی زبردست خرابی ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو خدائی کتاب کے درجے پر مانتے ہیں، ہمارا ایمان ہمارا علم ہمیں مجبور کرتا ہے کہ روایت اور درایت کو دو الگ الگ چیزیں سمجھیں، روایت میں جو بزرگ اعلیٰ پایہ کے صادق، امین راست باز اور درست گو ہیں لازم نہیں کہ ان کی فہم و فراست ادراک و درایت بھی ہر جگہ مثل روایت صحیح، اٹل، ناقابل انکار

---

(۱) البقرة ۲/ ۷۹

اور واجب التسلیم ہی ہو۔ مثال کے طور پر لیجئے۔ کون ہے؟ جو نہیں مانتا کہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو روایت آنحضرت ﷺ سے بیان کریں جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی پہنچائیں اس میں وہ یقیناً اور قطعاً سچے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح کی ان درایت ہم پر واجب التعمیل نہیں بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہو۔

مثلاً حضور ﷺ کے اس فرمان سے کہ آپ نے فرمایا تھا تم یقیناً بیت اللہ شریف میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے، (۱) حضرت عمر نے یہ سمجھا کہ حدیبیہ والے سال کی بابت یہ پیشین گوئی ہے مگر حدیبیہ والے سال ایسا نہ ہوا، بلکہ مکہ شریف سے اور بیت اللہ شریف سے مسلمان روک دیئے گئے اور انھیں مجبوراً واپس ہونا پڑا ثابت ہوا کہ حدیثِ رسولؐ بر حق ہے روایتِ عمر سچی ہے لیکن درایتِ عمر صحیح نہ تھی۔ حدیث میں جو تھا وہ ہو کر رہا لیکن فہم عمر پوری ہو کر نہ رہی یہ ہے بیّن فرق روایت اور درایت کا۔

قرآن کریم میں سحری کے آخری وقت کی بابت الفاظ نازل ہو تے ہیں ﴿حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ﴾ (۲) یعنی یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے اس سے حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمجھ لیتے ہیں کہ سوت کا

---

(۱) بخاری ج۱ صـ ۳۸۰ باب الشروط فی الجهاد/ تفسیر القرآن العظیم لابن کثیر ج٤ صـ ۳٥٤
(۲) البقرة ۱۸۷/۲

دھاگہ ہی مراد ہے لیکن جب حضور ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے ان کی غلط فہمی کو رفع کیا اور فرمایا اس سے مراد صبح صادق کا رات سے ظاہر ہونا ہے ،(۱) پس حضرت عدی کی فہم مراد خدا اور رسول کے خلاف تھی گو آیت درست، صحیح اور ایمان لانے کے لائق ہے پس روایت صحیح اور درایت غلط اور دونوں میں فرق ظاہر، اسی طرح کی کھلی کھلی بہت سی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔

مقلدین کے لئے خطرناک غلطی

جن حضرات نے باریک بینی سے کام نہ لے کر روایت و درایت میں فرق نہ کیا وہ جس طرح روایت کا چھوڑنا غلط کاری ہے اسی طرح درایت کا چھوڑنا بھی غلط کاری سمجھ بیٹھے اور اسی لئے جن ائمہ کی نسبت ان کی اعتقادی سپرٹ بڑھ گئی ان کی درایت کا ماننا ضروری سمجھ کر بالآخر خود انہی کی روایت سے بھی بے نیاز بن گئے اور اپنے دین کا سارا مدار صرف ان ائمہ کی فقہ و فراست فہم و درایت پر ہی رکھ دیا جتنا ان کی روایت پر اعتماد چاہئے اتنا بلکہ اس سے زیادہ اور بہت زیادہ اعتماد ان کی درایت پر رکھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ کچھ مدت کے بعد ان میں سے کسی ایک پر ہی اکتفا ہونے لگا اور شدہ شدہ نوبت یہاں تک پہنچی کہ صرف اس ایک امام کے جملہ اقوال کا ماننا ہی دین سمجھ لیا گیا۔

---

(۱) بخاری ج۱ صـ ۲۵۷ باب قول الله احل لكم ليلة الصيام الرفث الخ

کتب فقہ میں ہزار ہا لوگوں کے اقوال ہیں

اس غلط ذہانت سے فائدہ اٹھانے کے لئے لوگوں نے ان مسلمہ ائمہ کے اقوال الگ الگ جمع کرنے شروع کر دیئے، اس طرح الگ الگ جداگانہ مختلف مذاہب کا اسلام میں ظہور ہو گیا، چونکہ ان ائمہ کے اقوال اتنے اور ایسے نہ تھے جو انسانوں کو کافی ہو سکیں اس لئے پھر ان کے شاگردوں کے اقوال اس میں داخل ہوئے پھر بھی کمی رہی تو شاگرد ان شاگرد کے اقوال ملائے گئے پھر کمی رہی تو اوروں کے بھی اقوال شامل کئے گئے پھر بھی کمی رہی تو ان کے بنائے ہوئے قواعد واصول کے ماتحت مسائل نکال کر اس میں اضافہ کئے گئے (۱) اب یہ ایسی "معجون مرکب" بن گئی کہ آج اگر کوئی ہزار چاہے کہ اس ترکیب کی تحلیل کرے، یعنی اس کے اجزا اور حصے الگ الگ ممتاز کرے تو نہ صرف مشکل بلکہ محال اور یقیناً محال ہوگا۔

مذہب کی پاسداری مانعِ عمل بالحدیث ہے

پس موجودہ کتبِ فقہ کے کل مسائل پر اعتماد رکھنا انھیں برحق ماننا اور انہی کو دینِ خدا شریعتِ مصطفےٰ سمجھنا وہ اصولی غلطی ہے جس سے زیادہ کھلی غلطی دین میں اور نہیں ہو سکتی، بلکہ کتبِ فقہ پر عمل کرنے سے

---

(۱) کتب فقہ میں کن کے کن کے اقوال ہیں اس کو ملاحظہ کرنا چاہیں تو دیکھیں (ردالمحتار ج۱ صـ ۱٦٨-۱٦٩) و "درایت محمدی" ص ۱۷۲ مطبوعہ اہل حدیث اکیڈمی، مئو۔

بہت سی حدیثوں پر عمل چھوٹ جاتا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اس حدیث کے چھوڑنے والوں اور اس پر عمل نہ کرنے والوں کے پاس دلائل نہیں یا ہیں اور کمزور ہیں یا قوت میں برابر کے ہیں بلکہ میری غرض صرف یہ ہے کہ حدیثِ رسول فی نفسہ اور بذاتہ عمل کے قابل ہے پھر اس پر عمل نہ کرنا اسے مہمل چھوڑ دینا بلکہ اس پر عمل جائز بھی نہ جاننا یہ تعلیم اسلام کے خلاف ہے، ہر حدیثِ رسول عمل کے قابل ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ان حدیثوں کو نا قابل عمل ٹھہرا لیا جائے، پس اے حنفی بھائیو! اٹھو ہمت کرو اور اپنے رسول کی ان حدیثوں پر عمل بھی کرو، اللہ تعالی ہمیں توفیق دے ! بخدا ہمیں تو یہ بات بہت بری معلوم ہوتی ہے کہ ایک مسلمان حدیث نبوی پر عمل نہ کرے۔

مقلد حدیث پر براہِ راست عامل نہیں

ارشاد باری ہے ﴿ يَـا أَيُّهَـا الَّـذِينَ آمَنُوا ادْخُلُـوْا فِـي السِّلْـمِ كَافَّـةً ﴾(۱) ایمان والو! اسلام کے جملہ مسائل کو مان لیا کرو، لیکن بہت سی حدیثیں ہیں جن پر صرف تقلید کی پابندی نے عمل چھڑا رکھا ہے، ایک مقلد حدیث کو حدیث ہونے کی حیثیت سے نہیں مانتا بلکہ اگر وہ کسی حدیث پر عامل ہے تو صرف اس لئے کہ اس کے امام کے فرمان کے مطابق ہے ورنہ اگر حدیث پر حدیث ہونے کی حیثیت سے عمل ہوتا تو جس طرح وہ حدیث قابل عمل تھی جو فرمان امام کے مطابق تھی وہ

---

(۱) البقرة ۲/۲۰۸

بھی قابل عمل تھی جو فرمانِ امام کے خلاف تھی، ایک دو نہیں بلکہ سیکڑوں حدیثیں ہیں جو صحیح ہیں صریح ہیں لیکن ایک حنفی ان پر عمل نہیں کرتا بلکہ نہیں کر سکتا اس لئے اور صرف اس لئے کہ اس کے خیال میں اس کے امام نے ان پر عمل نہیں کیا۔

میں لکھ چکا ہوں کہ ائمہ دین' مجتہدین' محدثین کے ماننے میں حنفی اہل حدیث متفق ہیں، اہل حدیث کا مذہب اور عقیدہ ہے کہ ائمہ دین کی جناب میں گستاخی' بے ادبی کرنے والا ان کی توہین اور بے توقیری کرنے والا محروم القسمت ہے، بس بزرگوں کے ماننے تک تو دونوں جماعتیں متفق ہیں ہاں آگے چل کر فرق یہاں پڑا ہے کہ بزرگوں کی جو روایتیں مروی ہیں جو احکام انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہمیں پہنچائے ہیں ان کا ماننا تو ہم پر ضروری، لیکن جو قیاسات ان بزرگوں نے کئے ہیں جو اجتہادات ان بزرگوں کے ہیں جو درایت ان حضرات کی ہے کیا وہ بھی ان کی روایت کی طرح سب کی سب تسلیم کرلی جائے؟ یا اس میں کوئی امتیاز ہے؟۔

جماعت اہل حدیث تو کہتی ہے کہ ائمہ کی درایت اور روایت ماننے کے اعتبار سے دو چیزیں ہیں روایت کا ماننا ضروری، اور درایت کا صحیح ہونا ضروری نہیں، اس لئے اس کا ماننا بھی ضروری نہیں۔ بالخصوص اس وقت تو اس درایت کا ماننا قطعاً حرام ہے جبکہ اس کے خلاف کوئی روایت مل جائے، مقلد حضرات نے جو روش روایت کے متعلق رکھی تھی اسی پر

وہ درایت میں بھی جم گئے اور جس بزرگ پر ان کی انتخاب کی نگاہ جم گئی، اس کی ایک ایک فقہ کو ایک ایک درایت کو ایک ایک فہم کو ایک ایک قیاس کو ایک ایک اجتہاد کو ایک ایک رائے کو ماننا بھی انھوں نے ضروری قرار دے لیا، شدہ شدہ یہاں تک بھی نوبت پہنچی کہ فقہ کی بڑی بڑی معتبر کتابوں میں تحریر فرمادیا گیا کہ۔

فلعنة ربنا اعداد رمل

علیٰ من رد قول ابی حنیفة (۱)

یعنی ریت کے ذروں کی گنتی کے برابر لعنتیں نازل ہوں اس پر جو امام ابو حنیفہ کے کسی قول کو رد کردے۔

برا مان کر منہ پھُلا لینے کی تو کوئی سند نہیں۔ یہ شعر تقلید کی جان ہے مقلد کا ایمان ہے، گو لفظوں میں کوئی بوقتِ تحقیق اس کا انکار کر جائے یا اس کی تاویل کرلے لیکن حقیقتاً تقلید یہی ہے۔ جانے دیجئے صاحب اس شعر کو نہ لیجئے۔ اصول فقہ کی کتابوں کو کیا جواب دو گے؟ جنھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ مقلد کو قرآن سے، حدیث سے، اجماع سے، قیاس سے کسی مسئلے کے سمجھنے اور لینے کا کوئی حق ہی نہیں۔ یہ چاروں چیزیں مقلد کے لئے دلیل کی حیثیت ہی نہیں رکھتیں۔ مقلد کی دلیل تو صرف اس کے امام کا قول ہی ہے نہ کہ ان چاروں میں سے کوئی دلیل "فالمقلد یقول ھذ الحکم واقع عندی لانہ ادی الیه رای

(۱) ردالمحتار المعروف به فتاوی شامی ج۱ ص ۱٦۰

ابی حنیفة رحمه الله وکل ماا د ی الیه را یه فهو واقع عند ی "(توضیح تلویح)(۱) یعنی مقلد کا وظیفہ تو صرف اتنا ہی ہے کہ وہ کہدے کہ یہ مسئلہ یوں ہے اسلئے کہ میرے امام کی رائے یہی ہے اور میرے نزدیک میرے امام کی ہر رائے برحق ہے اور مسئلہ وہی ہے جو وہ بتلادے۔

دامن صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا
پہنچے کب اسپہ ہاتھ ہمارے غبار کا

رائے اور روایت

برادران! محمدی جماعت نے درایت کو روایت کا درجہ نہیں دیا۔ اسے گو آپ برا کہیں لیکن جب آپ حقیقت پر نظر ڈالیں گے تو خود آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ دراصل آپ نے تصویر کے ایک رخ پر نظر ڈال کر اطمینان کر لیا ہے اگر دونوں رخ آپ کے سامنے ہوتے تو آپ درایت کو یہ درجہ ہرگز نہ دیتے۔ آپ کے دل کو متوجہ کرنے کے لئے اور اپنا دردِ دل آپ کو سنانے کیلئے اس کی قدرے تفصیل بھی کردوں۔

ساتوں فلک کے تہہ و بالا نکل گیا
آخر شبِ فراق میں نالہ نکل گیا

---

(۱) توضیح مع تلویح مطبوعه نول کشور ج۱ ص۔ ٤٤)

مقلد تین اماموں کی نہیں مانتا

آپ نے مان لیا کہ بزرگوں کی رائے قیاس بھی ماننے کے قابل ہے اور ہر رائے کے سامنے ہم اپنا ماتھا جھکا دیا کریں گے۔ اب ہم کہتے ہیں کہ کیوں جناب! آپ نے جب اپنا بزرگ حضرت امام ابو حنیفہؒ کو مانا ہے۔ ایسا ہی حضرت امام شافعیؒ کو بھی مانا ہے۔ پھر کیا وجہ کہ امام ابو حنیفہؒ کی رائے تو سر آنکھوں پر؟ اور امام شافعیؒ کی رائے قدموں اور ٹھوکروں تلے؟ آخر کیا سبب کہ امام ابو حنیفہؒ کا قیاس عزّت کے لائق؟ اور امام مالکؒ کا قیاس ذلت کے قابل؟ امام ابو حنیفہؒ فرمائیں تو گودیوں میں اور امام احمدؒ فرمائیں تو پس پشت؟ پس ثابت ہے کہ جو آپ کہتے ہیں اُس پر خود آپ کا عمل نہیں۔ یا زیادہ سے زیادہ ایک بزرگ کے ساتھ یہ معاملہ آپ نے کیا ہے۔ لیکن کب؟ جب کئی بزرگوں کے دل دُکھائے اور جب کہ کئی کی بے ادبی کی؟

شعلہ ہائے تپ دل آگ لگاتے کیوں ہو۔
گر ہو دل سوز مرے مجھ کو جلاتے کیوں ہو؟

ترکِ تقلید دشمنیٔ امام نہیں

دوستو! آو، ایک بات اور بھی سن لو۔ اگر ترک تقلید کی وجہ سے آپ کے نزدیک محمدی جماعت امام ابو حنیفہؒ کی ماننے والی نہیں رہی۔ تو

کیوں جناب! یہ جو آپ نے اجماع کر کے تین اور اماموں کی تقلید چھوڑ رکھی ہے تو ان تینوں اماموں کے نہ ماننے والے آپ بھی ہوئے؟ اگر اہلحدیث ایک کی تقلید کے چھوڑنے سے برے ہیں تو جناب تین تین کی تقلید کے چھوڑنے کے بعد بھلے کیسے رہ سکتے ہیں؟ پس یہ سمجھنا بھی غلط ہے کہ ترکِ تقلید دشمنیٔ امام ہے بلکہ ماننا پڑے گا کہ جیسے تین کی تقلید کے چھوڑنے کے بعد اسلام میں کوئی رخنہ نہیں پڑتا۔ ایسے ہی چاروں کی تقلید کو چھوڑنے کے بعد بھی اسلام جوں کا توں باقی رہتا ہے۔

بھائیو! جب یہ سچ ہے تو پھر کیا یہ سچ اور بالکل سچ نہیں؟ کہ تقلیدِ شخصی کو اسلام اور اصلِ اسلام سے کوئی تعلق بلکہ دور کا علاقہ بھی نہیں۔

اسلام کی پہلی صدی میں تقلید نہ تھی

آپ سلف کے اسلام پر نظر ڈال جایئے۔ ایک سو سال اسلام پر گذر جاتے ہیں۔ ان چاروں بزرگ اماموں میں سے امام بن کر ایک بھی دنیا پر موجود نہیں۔ پھر ان کی تقلید کہاں سے ہوتی؟ کوئی بیٹا باپ سے تو بڑی عمر کا نہیں ہو سکتا کسی امام کی تقلید خود اس کی امامت اور اس کے بتلائے ہوئے مسائل کے وجود سے بلکہ خود اس کے وجود سے پہلے تو نہیں ہو سکتی۔ پھر اگر ہمارے سلف کا ایک سو سال کے مسلمانوں کا جن میں تمام صحابہ اور تابعین وغیرہ ہی تھے۔ اسلام بغیر تقلید کے پورا تھا اور اچھا تھا اور کافی تھا تو آج بھی وہی اسلام پورا ہے کافی ہے، کامل ہے،

مقبول ہے جس میں تقلید نہ ہو۔ اور اگر آج اسلام میں تقلید داخل سمجھی جاتی ہے اور نجات کا واحد ذریعہ صرف تقلیدِ امام کو سمجھا جاتا ہے تو یقیناً یہ نجات وہ نجات ہے جس سے سارے صحابہ یکسر، جملہ تابعین یکسر محروم رہے، ماننا پڑے گا کہ ان کے ہاتھوں میں جو اسلام تھا۔ وہ ناکامل تھا بلکہ وہ نامقبول تھا یعنی مردود تھا۔ کیوں مسلمانو! کیوں حنفی بھائیو! تم یہ کہہ سکتے ہو؟ اگر نہیں کہہ سکتے اور یقیناً نہیں کہہ سکتے تو پھر کیوں اس تقلید شخصی کی فرضیت کے قائل ہو کر دنیا میں اس کے جھنڈے گاڑنے کو کھڑے ہوئے ہو۔

ہمارے سلف اور ہم

مسلمانو! خدا کی قسم جب تک تم قرآن وحدیث کے عامل رہے قیصر وکسٰری کی نازپر وردہ شہزادیاں تمہاری خدمت گذاری کو اپنا فخر سمجھتی رہیں۔ دنیا کے بادشاہوں کے تاج تمہاری ٹھوکروں میں رلتے رہے، لیکن جب مٹھیاں ان دونوں جوہروں سے خالی کر دیں تم کمینوں کے کمین بن گئے تمہاری ذلت کی انتہا نہ رہی بتاؤ اور سچ بتاؤ؟ کیا یہ صحیح نہیں کہ آج ایک مسلمان دس روپے ماہوار پر بوٹ صاف کرنے پر ملازم ہے کیا یہ صحیح نہیں؟ کہ دس روپے پر ایک مسلمان ملازم ہے جو سور پکا کر کھلائے اور شراب لا کر پلائے، ہائے ہائے مسلمانو! اب کونسی ذلت باقی رہ گئی ہے؟ کمینہ پن کا کونسا زینہ اتر نا رہ گیا؟ خدا کے لئے کروٹ

لو۔ پھر اس روش پر چلو جس پر پہلے تھے۔ دیکھو جن بزرگوں نے سلطنتیں حاصل کی تھیں جو پہلی صدی کے لوگ تھے جو دین کی جڑیں بونے والے تھے، جو اسلام کی شاخیں پھیلانے والے تھے۔ سوچو کہ ان کے ہاتھ میں کیا تھا؟ وہ عامل کس چیز کے تھے؟ دین دنیا کی کنجی ان کے پاس کیا تھی؟ وہی اگر اب بھی تم لے لو تو کچھ نہیں بگڑا۔

چمن میں جامِ صہبا ہے گھٹا ہے' جائے خلوت ہے
اگر ایسے میں آجاؤ تو صاحب' وقتِ فرصت ہے

قرآن و حدیث میں ہی اسلام ہے

مسلمانو! اور اے مسلمانو! کیا اس کا جواب ایک اور صرف ایک ہی نہیں؟ کے ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا دوسرے میں حدیث تھی۔ ایک میں کلام اللہ تھا دوسرے میں کلام الرسول تھا، اگر یہی جواب ہے تو آج تمہارا بھی تیسرا ہاتھ نہیں جو تیسری چیز کی ضرورت ہو، ایک مٹھی میں قرآن لو دوسری میں حدیث لو۔ جب تیسرا ہاتھ پیدا ہو تب تیسری چیز بھی پیدا کر لینا۔ اب تو قرآن حدیث بس ہے باقی ہوس ہے، اگر سورج نکلنے پر سارے چراغ بجھا دینے کوئی عقلمندی کا کام ہے تو حدیث کو دیکھ کر تمام لوگوں کے کلام کو دور کر دینا بھی عقلمندی ہے، امتی اور نبی میں اگر فرق کرنا دین ہے تو اماموں کے اقوال اور پیغمبر کی حدیثوں میں امتیاز کرنا بھی دین ہے۔ اگر مرتبے کے لحاظ سے امتی نبی کے کروڑویں

حصے کے برابر بھی نہیں تو اقوال ائمہ، حدیثِ رسولؐ کے سامنے کروڑویں حصے کے برابر بھی نہیں۔ پھر کس قدر ظلم ہے کہ ائمہ کے اقوال کے سامنے اور ان کے مقابل احادیثِ رسول، فرمانِ پیغمبر رد کر دیئے جائیں؟ فرمانِ پیغمبر کی مثال کس دلفریب چیز سے دی جائے ۔

حرف، منھ سے جو اس کے نکل پڑیں
ایک غنچہ سے، لاکھ پھول جھڑیں
دیکھ اس لب کی گوہر افشانی
ہو گیا آپ ابر نیسانی

عمل بالحدیث کی تاکید

اگر میری یہ ہی سب باتیں آپ کی سمجھ میں آگئی ہیں تو اٹھو ہمت کرو اور میری طرح تم بھی احادیث کے عامل بن جاؤ۔ سنو! دین کا ٹھیکہ دار کوئی نہیں کہ وہ اجازت دے تو ہم نبی کی مانیں۔ وہ اجازت نہ دے تو ہم نبیؐ کی نہ مانیں۔ ہم نے کلمہ محمد کا پڑھا ہے (ﷺ) نہ کہ کسی امام کا، پس جس کا کھائیں اس کا گائیں۔ جس کے امتی ہیں اس کی مانیں۔ جس کی شفاعت کے خواہاں ہیں اس کی تابعداری کریں، جس کا فرمان قولِ خدا ہے اس پر جان و دل سے فدا ہوں۔ دنیا بگڑ جائے لیکن قولِ رسول نہ چھوٹے، سارے روٹھ جائیں مگر خدا کے پیغمبرؐ نہ چھوٹیں، اسے سب مل گیا جسے رسول ﷺ مل گئے۔ ان سے سب فوت ہو گیا جس سے حدیثِ رسولؐ

گئی گذری۔ جو کچھ ہے اتباع سنت میں ہے جو کچھ ہے اطاعتِ رسول ﷺ میں ہے۔ جنت اس میں، برکت اس میں، رحمت اس میں۔ اللہ! ہمیں حدیث پر عمل نصیب کر۔ اللہ! ہمیں قولِ رسول کا مطیع بنا۔ آمین! برادران! امتِ محمد کہلوا کر حدیثِ رسول سے دوری کی کیا وجہ ہے؟

تقلید چار سو سال کے بعد نکلی

فرمانِ قرآن ہے ﴿وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَايَشْتَهُوْنَ كَمَافُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ﴾(۱)

ان کے اور ان کی منشا کے درمیان اسی طرح دیواریں کھڑی کر دی گیئں جیسے ان جیسے ان سے پہلے والوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

برسوں فلاسفر کی چناں اور چنیں رہی
لیکن خدا کی بات جہاں تھی وہیں رہی

چار سو سال تو مسلمانوں پرامن کے ساتھ گذرے یہ مَن وسَلوٰی کھاتے رہے۔ لیکن اس کے بعد انھیں بھی بنی اسرائیل کی طرح دور کی سوجھی۔ ڈاڑھ کا چٹخارا یاد آیا اور لہسن پیاز طلب کرنا شروع کر دیا اس زمانے کے رہبروں نے انھیں ہر چند سمجھایا بجھایا، روکا ٹوکا مگر وہاں تو کچے گھڑے کی چڑھی ہوئی تھی نہ مانے اڑ گئے ہاتھ پاؤں جھاڑ کر اسی کے پیچھے پڑ گئے چنانچہ یہی کر کے رہے۔ من وسلوی اور لہسن پیاز میں کسی

---

(۱) سبا ۳۴/۵۴

حد تک مناسبت تو تھی لیکن ان کے ہاں گونا موں میں ہم رنگی ہو جنس میں بالکل بیگانگت تھی یعنی انھوں نے قرآن حدیث کے مَن وسلویٰ کے بدلے رائے قیاس کے لہسن پیاز کو ترجیح دی۔ یہ قدرتی قانون ہے کہ جس طرح طوطا اپنے ساتھ کوے کو پسند نہیں کرتا۔ کوا بھی طوطے کا ساتھ نہیں چاہتا جب انھوں نے رائے قیاس اور تقلید وفقہ سے اپنی جبیں پر کرلیں تو ان کے ہاتھ سے قرآن وحدیث جاتا رہا۔ کسی کی بات پر کان نہ دھر کر برا بھلا کہہ دینا تو اور بات ہے لیکن سمجھ کر جواب دینا یا تسلیم کر لینا یہ بیشک عقلمندی ہے، میں پوچھتا ہوں اور فقہ کے ایک ایک شیدائی سے، تقلید کے ایک ایک فدائی سے پوچھتا ہوں کہ کیا یہ سچ نہیں؟ کہ تقلید کے قبول کرلینے کے بعد آپ کو حلال، حرام معلوم کرنے کے لئے فرض، واجب جاننے کے لئے نکاح، طلاق کے مسائل معلوم کرنے کے لئے۔ نماز روزے کے مسائل جاننے کے لئے۔ جان، مال کے حقوق پہچاننے کے لئے غرض کسی امرِ دین کے حکم کے لئے قرآن حدیث کی ضرورت باقی رہی؟ کیا آپ چھوٹے سے لے کر بڑے تک ایک مسئلہ بھی قرآن سے، حدیث سے، لے سکتے ہیں؟ کیا لاکھوں کروڑوں سوالات میں سے ایک کا جواب بھی آپ قرآن حدیث سے دے سکتے ہیں؟

ہر روز تو اے درخشاں ہے کہیں اور
ہر رات تو اے شمع شبستاں ہے کہیں اور

مقلد قرآن وحدیث سے کوئی مسئلہ نہیں لے سکتا

بھولے بھالے عام بھائیوں کو تو ہم نہیں کہہ سکتے نہ ان کی نسبت ہم کوئی دعویٰ کر سکتے ہیں جنہیں تقلیدی کنڈل سے باہر نکلنے کا کبھی موقع ہی نہیں ملا جو آزادی کے میدان کا کبھی تصور بھی نہیں کر سکتے۔ خدا جانے ان کا جواب تو کیا ہو لیکن پڑھے لکھے لوگ تقلیدی رنگ میں رنگے ہوں علماء کتب فقہ کے جاننے والے، کتب اصول فقہ کے ماننے والے تو مجبور ہیں کہ وہ ہمیں کھلے لفظوں میں جواب دیں کہ حضرت قرآن حدیث سے مسائل لینا مجتہدین کا کام ہے نہ کہ ہم مقلدین کا، اگر اتنا مرتبہ ہمارا ہوتا تو ہم مقلد ہی کیوں بنتے؟ ہم کوئی مسئلہ بھی قرآن وحدیث سے نہیں لے سکتے۔ ہم ظہر کی نماز کے چار فرض پڑھتے ہیں مگر اس لئے نہیں کہ ہم نے قرآن سے اس کا ثبوت پایا ہے، حدیث میں یوں ہے بلکہ صرف اس لئے کہ ہمارے امام، امام اعظم، مجتہد زماں، واقف اسرار نہاں، شہنشاہ ملک فقہ حضرت امام ابوحنیفہ علیہ رضوان اللہ ورحمتہ اللہ نے ہمیں یہ بتلایا اور یہ فرمایا، ہم رمضان کے روزے فرض مانتے ہیں اور بخدا سارا مہینہ روزے سے رہتے ہیں لیکن آیت قرآن ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه﴾ کی وجہ سے نہیں حدیث رسول ﴿ ان الله فرض عليكم صيامه ﴾ کی رو سے نہیں، بلکہ صرف اس وجہ سے کہ امام ہمام، مجتہد مطلق فقیہہ بے مثل، حضرت

امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا ہے کہ تم پر رمضان کے روزے فرض ہیں تم ان روزوں کو برابر رکھتے چلے جاؤ۔

تقلید کسے کہتے ہیں

ہمارے انجان حنفی بھائی اتنا پڑھتے ہی ہماری نسبت کوئی ریمارک قائم کرنا شروع نہ کر دیں یہ سچ ہے کہ آج تک آپ نے ممکن ہے کسی اپنے عالم کو یہ کہتے نہ سنا ہو۔ لیکن آؤ ادھر ادھار سودے کی ضرورت نہیں یہاں تو نقد لین دین ہے یہ تو جناب کو معلوم ہوگا، کبھی نہ کبھی تو سنا ہوگا کہ "توضیح تلویح" حنفی مذہب کے اصولِ فقہ کی سب سے زیادہ معتبر کتاب ہے یہاں تک کہ درسِ نظامی میں داخل ہے، جب تک اسے طالب علم نہ پڑھ لے دیوبند۔ دہلی وغیرہ کہیں کا حنفی مدرسہ اسے مولویت کی سند نہیں دیتا بلکہ دے نہیں سکتا۔ اچھا اگر یہ بھی نہ معلوم ہو تو جس حنفی مولوی پر آپ کا اعتقاد ہو ان سے دریافت کر لیجئے کہ توضیح تلویح اصول فقہِ احناف کی معتبر کتاب ہے یا نہیں؟ جب یہ آپ کا اطمینان ہو جائے پھر اس کتاب کی پہلی جلد کا ایک سو چھتیسواں صفحہ نکالئے اس میں دیکھئے تحریر ہے "فاما المقلد فالدليل عنده قول المجتهد فالمقلد يقول هذاالحكم واقع عندى لانه ادّى اليه راى ابى حنيفة وكل ما ادّى اليه رايه فهو واقع عندى" (۱)

---

(۱) توضیح مع تلویح ج۱ ص ٤٤

یعنی مقلد کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہی ہے مقلد جس مسئلے کا جو حکم مانتا ہے وہ صرف یہی کہہ سکتا ہے کہ میرے نزدیک یہ حکم یوں ہی ہے اس دلیل سے کہ میرے امام ابو حنیفہ کی یہ رائے یہی ہے اور ان کی جو رائے ہو وہی میرے نزدیک صحیح درست اور بالکل ٹھیک (یعنی شریعت) ہے الغرض مقلد کی دلیل صرف قولِ امام ہی ہے نہ کہ قرآن حدیث ۔

غیروں پہ کھل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزہ غماز دیکھنا

تقلید کے معنیٰ

تقلید اور تحقیق دو متضاد اور آپس میں ایک دوسرے کے برخلاف دو جداگانہ حقیقت ہیں، تقلید کے معنیٰ ہیں بلادلیل مان لینے کے، اور تحقیق کے معنیٰ اس کے برخلاف دلائل سے ماننے کے ہیں، آج جو حضرات مقلد ہونے کے اقرار کے ساتھ دلائل پر نظر ڈالنے کی زحمت گوارا فرماتے ہیں، وہ دراصل اپنے منصب سے تجاوز کر جاتے ہیں، اصول فقہ کی کتابوں میں بھی ان کے لئے تقلید کی چار دیواری جو قائم کی گئی ہے اس میں تحقیق کی ہوا کے آنے کا کوئی سوراخ بھی نہیں رکھا گیا، یہاں تک کہ ''مسلم الثبوت'' میں لکھا ہے کہ مقلد کو نہ خود دلیل لانے کا اختیار ہے نہ

اس کے امام کی دلیل اس کے لئے دلیل ہے (۱) بلکہ "توضیح تلویح" میں ہے:
اس کی دلیل صرف اس کے امام کا قول ہے (۲) بلکہ صراحت سے لکھا ہے
کہ قرآن، حدیث، اجماع، قیاس مقلد کی دلیل نہیں۔ (۳)

دنیا کا کوئی فرقہ آپ ایسا نہ دیکھیں گے کہ وہ اپنے کو دلیل پر نہ سمجھتا ہو گو وہ واقع اس کے خلاف ہی کیوں نہ ہو، لیکن مقلدین کی جماعت اور صرف مقلدین ہی کی جماعت وہ جماعت ہے جو علی الاعلان اپنا دلیل پر نہ ہونا ظاہر کرتی رہتی ہے، بلکہ دلیل پر نگاہ ڈالنا اپنی جماعت کے لئے اتنا ہی خطرناک سمجھتی ہے جتنا خطرناک فعل روئی کے گالوں میں جلتی ہوئی دیا سلائی کا پھینکنا ہے، اگر آپ آج کل کسی مقلد مولوی صاحب کو تحقیق کے سمندر میں غوطے لگاتے دیکھیں تو یہ خیال نہ کرنا کہ یہ تحقیق کرتے ہیں، نہیں نہیں نہ تحقیق ان کا منصب نہ تحقیق ان کے لئے مفید، نہ تحقیق سے انھیں کوئی واسطہ یہ تو صرف دفع الوقتی اور اپنے والوں کی تسکینِ خاطر کے لئے ایک بیرونی جھلک ہوتی ہے، ورنہ کیا مجال کہ دلیل کی طرف آنکھ بھی اٹھائیں، کسی مسئلہ میں آپ ایک چھوڑ کئی آیتیں اور ایک چھوڑ کئی حدیثیں بھی ان کے سامنے رکھ دیں تو بھی یہ ان سب کو توڑ مروڑ کر کچل کر دبوچ کر اپنے مذہب کے سانچے میں ڈھالیں، لیکن یہ

---

(۱) مسلم الثبوت صـ ۷ (المکتبة الاشرفية ديوبند)
(۲) توضيح تلويح ج۱ صـ ٤٤ (فاماالمقلد فالدليل عنده قول المجتهد
(۳) توضيح صـ ۲۷ لم يكن علم المقلد حاصلا عن لادلة

کبھی نہ ہو گا کہ تقلید کی رسیاں توڑ کر تحقیق کے پر فضا وسیع میدان میں اطمینان کا ایک بھی سانس لیں۔

تقلید کا شرک ہونا

برادران! مندرجہ بالا واقعہ ہی ہمیں اس نتیجے پر پہنچانے کے لئے کافی ہے کہ حدیثِ رسول مل جانے کے بعد ادھر ادھر کے اقوال لینا صریح حرام ہے، رائے، قیاس، اجتہاد استنباط سب تابع ہیں، سردار حدیث ہے، اماموں اور بزرگوں کے اقوال سب ماتحت ہیں، اور قولِ رسول حدیث نبوی سب کے اوپر ہے، حدیث کے خلاف کسی اور کی بات ماننا پھر اسے تقلید کہنا یہ وہ تقلید ہے جسے شریعت نے حرام قرار دیا ہے جسے شرک کہا جاتا ہے، جس سے بچنا مسلمانوں پر اتنا ہی فرض ہے جتنا "کالی" اور "بھوانی" کو نہ ماننا، یہ اصل اسلام ہے میں نے آپ کو صاف صاف بتادیا ہے کہ جس مذہب پر آپ مطمئن ہو کر بیٹھے ہیں اس نے بہت سی صحیح صریح حدیثوں کو ترک کر رکھا ہے، اس لئے آپ ان حدیثوں کو سن کر ان کے خلاف جو مسائل آپ کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں ہیں ان سے دست بردار ہو جایئے اور اسے مانئے جو حدیث میں ہے۔

مقلدین سے ایک کٹھن سوال

اے مقلد بھائیو! میں ایک اور صرف ایک ہی چیز آپ سے سمجھنا

چاہتا ہوں کیا یہ ہو سکتا ہے کہ آپ خود بھی اسے سمجھیں اور پھر مجھے بھی سمجھادیں ؟ یہ تو ظاہر ہے کہ آپ مقلد ہیں، یہ بھی ظاہر ہے، کہ اجتہاد کو ختم ہوئے صدیاں گذر چکی ہیں، اماموں کے زمانے کے بعد اجتہاد کی قوت وشان کسی میں ظاہر نہیں ہوئی اور آپ نے اپنے علم غیب سے خبر پاکر اپنی کتابوں میں یہ فیصلہ بھی کر دیا ہے کہ آئندہ بھی کوئی مجتہد نہ ہو گا، تو کیا کرم فرما کر جناب یہ بتلائیں گے ؟ کہ ان چاروں مذہبوں میں سے ایک معین مذہب جناب نے کیسے اختیار کر لیا؟ حنفیو! آپ مجتہد نہیں ہیں بلکہ آپ میں کوئی مجتہد نہیں ہے، اماموں کے علم سے زیادہ علم آپ کو نہیں، پھر آپ نے کیسے معلوم کر لیا کہ باقی تینوں اماموں کے مسئلے غلط ہیں ؟ اور میرے اس ایک امام کے مسئلے سچے ہیں ؟ آپ ہیں مقلد، قرآن حدیث کو آپ سمجھ نہیں سکتے، جب تحقیق سے آپ کو لگاؤ نہیں تو آپ نے اتنے بڑے بڑے مجتہد مطلق چار اماموں کا امتحان کیسے لے لیا؟ اور کیسے تین کو ناپاس کر کے ایک کو سارے ہی نمبر دے کر اول نمبر پر پاس کر لیا؟ کیوں جی مجتہدوں میں حلال و حرام کا اختلاف تھا، یہ جناب نے کیسے باور کر لیا کہ حق امام ابو حنیفہؒ کے ہاتھ میں ہے ؟ اور تینوں امام باطل پر اور ناحق پر ہیں؟ جناب کی عدالت سے ایک امام کو سچ اور تین اور اماموں کو جھوٹ کی ڈگری کیسے مل گئی؟

مقلدوں کی توہینِ امام

حالت توجناب کی یہ کہ ایک ایک پیسے کو محتاج، لیکن پھر شیخی یہ کہ فلاں بادشاہ کو تاج وتخت میرا دیا ہوا ہے، یوں توجناب فرمائیں کہ ہم مقلد ہیں، قرآن حدیث سے مسائل لینا مجتہدوں کا کام ہے، لیکن پھر جناب فرمائیں کہ حنفی مذہب کا یہ مسئلہ سچا ہے کہ رفع الیدین نہ کرو، تینوں اور امام جھوٹے ہیں کہ وہ کہتے ہیں رفع الیدین کیا کرو؟ کیوں جناب! یہ اماموں کے درمیان سچ جھوٹ کی تمیز کرنے کی قابلیت جناب کو کیسے حاصل ہو گئی؟ اور اگر اتنی قابلیت واقعی آپ میں ہے کہ مجتہد اماموں کے مسائل کو لے کر ان کے دلائل معلوم کر کے ان میں محاکمہ کر کے فیصلہ کردیں، کہ فلاں ایک امام سچا اس کا مذہب اچھا، فلاں تین امام جھوٹے ان کا مذہب باطل، تو یہی قابلیت وذہانت جناب نے براہ راست قرآن وحدیث سے مسائل کے لینے پر صرف کیوں نہ کی؟ اور مذمتِ تقلید کے کلنگ کا مصنوعی ٹیکہ اپنی قدرتی پیشانی پر کیوں لگالیا؟

مجھے امید ہے کہ میرے بھائی اس ذرا سی تحریر کے رمز کو پالیں گے اور وہ غور وخوض کر کے تقلید کے موجودہ دلدل سے نکل بھاگنے کی کوشش کریں گے؟ تقلیدِ شخصی کے تو صاف معنی یہ ہیں کہ تین اماموں کی تمام باتوں کے ہم منکر بن جائیں، سارے دین میں صرف ایک امام کو حق پر مانیں تب تقلید شخصی ہو سکتی، ورنہ تقلید بن سکتی۔

اس خرابی کو ذہن میں رکھتے ہوئے پھر اس خرابی پر بھی نظر ڈال جایئے جو مسلسل طور پر آپ نے ابھی پڑھی ہے کہ تقلید شخصی کے پھیر میں پھنس کر آپ نے سینکڑوں صحیح حدیثوں کو جواب دیے دیا ہے۔

مذہب امام کے متعلق غلط فہمی کا ازالہ

اگر تقلید کا کوئی نقصان بھی اس کے سوا نہ ہو تا کہ انسان حدیث و قرآن پر عمل کرنے کے لئے اس کے بعد آزاد نہیں رہ سکتا تو یہی نقصان حرمت تقلید کی اعلیٰ تر دلیل بننے کے لئے کافی تھا، لیکن ہمیں حیرت ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف تقلید کی فرضیت مانی جارہی ہے دوسری طرف صحیح حدیثوں کو ٹکا سا جواب مل رہا ہے حدیث و فقہ میں صاف مقابلہ ہونے کی صورت میں بھی حدیث کو چھوڑا جارہاہے اور فقہ کو پکڑا جارہا ہے،

میرے بھائیو! ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے اسے اگر آپ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے احکام سمجھ کر مان رہے ہیں تو یاد رکھئے کہ یہ امام صاحب کے فرمان کا مجموعہ ہر گز نہیں ہیں، اس میں تو بلا مبالغہ بہت سے بزرگوں کے اقوال مجموعی طور پر درج ہیں، (۱) اس میں تو یہاں تک ہے

---

(۱) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں "انی وجدت بعضهم يزعم ان جميع مايوجد في هذه الشروح الطويلة وكتب الفتاوىٰ الضخمة هو قول ابى حنيفة وصاحبيه .... وليس مذهبا في الحقيقة" =

کہ امام صاحب کے صریح قول کو چھوڑا گیا ہے اور دوسرے کے قول کو لیا گیا ہے، پس یہ سمجھنا تو کسی طرح بھی حق بجانب نہیں اس میں جو تحریر ہے امام صاحب کے مسائل ہیں، ہرگز نہیں، اب ایک طرف سے دنیا کے کانوں میں ڈالا جارہا ہے کہ جو حلال' حرام ان کتابوں میں لکھا ہوا ہے اسے اسی طرح مان لیناہی حنفی بننااور مسلمان ہونا ہے، لیکن ہماری طرف سے دعویٰ کیا جارہا ہے کہ صرف قرآن وحدیث کا ماننا مسلمان ہونا ہے، ان کتابوں کے مسائل کو قرآن وحدیث سے پرکھنا چاہئے مطابق ہوں تو قابل قبول، مخالف ہوں تو ہرگز اس درجے کے نہیں، امام

= بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ فقہ وفتاویٰ کی ان ضخیم وطویل کتابوں وشرحوں میں جتنے مسائل ہیں وہ سب امام صاحب کے ہیں حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے فی الحقیقت یہ سب مسائل ان حضرات کے نہیں ہیں۔

پھر اس کے آگے لکھتے ہیں "بعضهم يزعم ان بناء المذاهب على هذه المحاورات الجدلية المذكورة فى مبسوط السرخسى والهداية والتبيين ونحوذلك ولايعلم ان اول من اظهر ذلك فيهم المعتزلة" یعنی بعض لوگ جانتے ہیں کہ کتب فقہ مثلاً مبسوط' ہدایہ اور تبیین وغیرہ میں جو لمبی چوڑی بحثیں اور اصول ہیں وہ سب حنفی مذہب کی بنیاد ہیں حالانکہ یہ خیال لاعلمی پر مبنی ہے، بلکہ اول اول ان باتوں کو معتزلہ نے ظاہر کیا ہے۔ بعد میں یہی باتیں حنفی مذہب میں داخل ہو گئی ہیں) حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۶۰) علامہ ابن تیمیہ منہاج السنۃ میں لکھتے ہیں "وكذلك الحنفى يخلطه بمذهب ابى حنيفة شيئا من اصول المعتزلة والكراهية والكلابية يضيفه الىٰ مذهبه" فقہاء احناف نے بھی اپنے مذہب کو معتزلہ، کرامیہ کلابیہ وغیرہ باطل فرقوں کے اقوال کو ملا کر مخلوط کردیا ہے لہٰذا جو کچھ ان فقہ کی کتابوں میں ہے اسے امام صاحب کا سمجھنا صریح غلطی ہے۔

صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ مذہب نہیں جو فقہ کی ان موجودہ کتابوں میں ہے بلکہ آپ کا مذہب وہ ہے جو آپ نے فرمایا ہے "اذا صح الحدیث فھو مذھبی " یعنی صحیح حدیث میں جو ہے وہی میرا مذہب ہے (شامی) (۱)

دم پھڑک جائے جسے سنتے ہی تقریر یہ ہے
دیکھے توجی ہی بہل جائے نگہ تیر یہ ہے

منکرِ حدیث منکرِ امام بھی ہے

میں نے آپ کو صحیح حدیثیں دکھادی ہیں اور امام صاحب کا یہ فرمان خود آپ کے مذہب کی معتبر کتاب "شامی" میں بھی موجود ہے، پس امام صاحب کا در حقیقت ان مسائل میں وہی مذہب ہوا جو ان صحیح حدیثوں میں ہے، پھر جو ان حدیثوں کو نہ مانے اور ان کے خلاف مسائل کو مانے اس نے نہ صرف ان احادیث کا ہی خلاف کیا بلکہ خود امام صاحب کا بھی خلاف کیا پس یہ خیال کہ امام صاحب کا مذہب وہ ہے جو ان فقہ کی کتابوں میں ہے، غلط خیال ہے، نیز یہ خیال کہ ان فقہ کی کتابوں میں جو ہے حق ہے اور یہی قرآن وحدیث کا مغز، عطر اور گودا ہے، غلط ہے ، بلکہ در حقیقت امام صاحب کا مذہب اصولی طور پر وہ ہے جو اہل حدیث کا ہے، امام صاحب کا سچا ماننے والا وہ ہے جو ہر صحیح حدیث کو قابل قبول اور واجب العمل مانے،

---

(۱) شامی ج۱ صـ ۱۶۷ / مقدمہ عقد الجید صـ ٦

جو شخص حدیث وفقہ کے علانیہ خلاف کے وقت حدیث کو چھوڑ کر فقہ کو لے وہ حدیث کا بھی منکر ہے، وہ امام صاحب کے مذہب کا بھی اصولی طور پر منکر ہے، پس میں اپنے موجودہ سمجھدار حنفی بھائیوں کو دعوت دیتاہوں کہ وہ کھلے بندوں حدیث کے ماننے والے بن جائیں، ساری فقہ گو چھوٹ جائے کوئی غم نہیں لیکن اگر ایک حدیثِ صحیح چھوٹی تو یادرکھو خدا کے ہاں کوئی جواب نہ ہو سکے گا۔

سمجھ کر چھیڑ اُ اے مشاطہ اس کی زلف پر، خم کو
خدا کے واسطے برہم نہ کر اسبابِ عالم کو

دُرّہ فاروقی رض

ایک ثقفی شخص دربار خلافتِ فاروقی میں حاضر ہو کر کہتا ہے کہ جناب عالی! حج کرنے والی ایک عورت نے بقر عید والے دن طواف زیارت تو کرلیا ہے، اب وہ حائضہ ہو گئی ہے تو کیا وہ طوافِ وداع جو آخر میں گھر جانے کی واپسی کے وقت کیا جاتا ہے اسے کئے بغیر وطن کو واپسی ہو سکتی ہے؟ یااس کے لئے ضروری ہے کہ مکہ میں ہی ٹھیری رہے اور حیض سے پاک صاف ہو کر طواف وداع کر کے ہی مکہ چھوڑے؟ آپ نے فرمایاوہ اس حالت میں ہر گز نہیں جاسکتی، طوافِ وداع کے لئے اسے ٹھیرناپڑے گا، پاک ہو کر طواف کر کے پھر لوٹے، یہ سن کر سائل کہتا ہے

کہ اے امیر المؤمنین میں نے یہی مسئلہ رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ یہ عورت بغیر طوافِ وداع کئے جاسکتی ہے اس پر آپ سخت غضب ناک ہوئے اور ہنٹر لے کر اسے ادھیڑ دیا کہ جب تیرے پاس رسول اکرم ﷺ کی حدیث تھی تو پھر تو نے مجھ سے یہ مسئلہ کیوں پوچھا؟(۱)

آہ! فاروق اعظم کو کہاں سے لائیں؟ آج درۂ فاروقی کہاں سے لائیں؟ آج تو ایک مقلد ایک چھوڑ کئی کئی حدیثیں سن کر نہایت بے پرواہی سے کہہ دیتا ہے کہ میں تو حنفی مذہب ہوں میرے مذہب میں یہ مسئلہ اس طرح نہیں آج اگر ہوتے فاروق اعظم، یا ہوتا درۂ فاروقی تو پھر دیکھتے کہ حدیثِ رسول کے خلاف فقہ کی کتاب کوئی کیسے پیش کرتا؟

مذہب اہل حدیث

اگر آپ کے کان میں کسی شیطان نے یہ پھونک دیا ہو کہ اہل حدیث اماموں اور مجتہدوں، بزرگوں اور نیکوں کے منکر ہیں تو ہم آپ سے کہیں گے کہ یہ اس نے غلط کہا؟ ہم اہل حدیث اماموں کی، بزرگوں کی، مجتہدوں کی، محدثوں کی سب کی عزت کرنے والے ہیں ان سب کی بزرگی ماننے والے ہیں انھیں اپنا سردار اور پیشوا جانتے ہیں، لیکن

---

(۱) اعلام الموقعین ج۱ صـ ۲۵٤ / المدخل للبیهقی صـ ۱۰۵

اسے کیا کریں کہ خود انہی ائمہ کرام نے ہمیں یہ فرمادیا ہے کہ صحیح حدیث کے مقابلے میں نہ ہماری مانو نہ کسی اور کی(۱)، پس ان کا ماننا اور ان کی ماننا بھی یہی ہے کہ جو حدیث میں ہے مانیں جو اس کے خلاف ہو اسے چھوڑ دیں، اماموں کا جو دشمن ہو جو چاروں اماموں سے بغض و بیر رکھتا ہو ہم تو اسے ملعون مطرود اور شیطان کا چھوٹا بھائی جانتے ہیں، ہاں بیشک حدیث رسول کے مقابلے میں کسی کے قول کو ماننا یہ خود ان چاروں اماموں کی تعلیم کے خلاف ہے، اس لئے ہر چاروں مذہب کی فقہ کی کتابوں کے جس مسئلے کو خلاف حدیث پاتے ہیں اسے چھوڑ دیتے ہیں، یہ نہیں کرتے کہ اس کے مقابلے میں حدیث کو چھوڑ دیں، ہمارے نزدیک یہ اللہ کے رسول کریم ﷺ کی صریح توہین، حدیث کی اعلیٰ بے ادبی

---

(۱) المیزان الکبریٰ میں ہے " كان الائمة المجتهد ين كلهم بحثون اصحابهم على العمل بظاهر الكتاب والسنة ويقولون اذرأيتم كلامنا يخالف ظاهر الكتاب والسنة اضربوا بكلامنا الحائط " یعنی جملہ ائمہ مجتہدین کتاب وسنت پر عمل کی تلقین کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہماری بات اگر قرآن وسنت کے خلاف ہے تو اسے دیوار پر مار دو۔ (المیزان الکبریٰ للشعرانی ج ۱ ص ٦٠)
امام احمد بن حنبل نے فرمایا ہے " لاتقلد نی ولاتقلدن مالكا ولاالاوزاعی ولاالنخعی ولاغیرهم وخذ ا لكلام من حيث اخذوا "(حجة الله البالغة ج ۱ صـ ۱۵۷ / میزان شعرانی ج ۱ ص ٦٨)
تم لوگ نہ میری تقلید کرو نہ مالک کی نہ اوزاعی کی نہ نخعی کی اور نہ ان کے علاوہ کسی اور کی بلکہ تم لوگ احکام و مسائل کو وہیں سے حاصل کرلو جہاں سے یہ حضرات حاصل کرتے تھے، یعنی قرآن وسنت سے ۔

اور دین اسلام کا صریح خلاف ہے،

خلافِ مذہب حدیث کو چھوڑنا نفاق ہے

قرآن کریم نے سورۂ نور میں ایک گروہ کا حال بیان فرمایا ہے کہ ان کا دعویٰ تو یہ ہوتا ہے کہ اللہ رسول پر ہمارا ایمان ہے اور ہم قرآن حدیث کے ماننے والے ہیں لیکن یہ دعویٰ صرف زبانی ہوتا ہے اس لئے وہ اس کی سچائی کا ثبوت عملی طور پر دے نہیں سکتے، وہ اللہ رسول کے بہت سے احکام سے منہ موڑ لیتے ہیں، ہاں اگر ان کی حسب منشاء کوئی حکم ہو تو سر جھکائے خاموشی سے بلکہ بصد شوق اسے مان لیتے ہیں، لیکن جہاں خلاف ہوا یہ ایسے ہوگئے کہ گویا ان تلوں میں تیل ہی نہ تھا، یہ بیمار دل ہیں، یہ مغرور ہیں انھیں اللہ رسول کی باتیں عدل وانصاف، حقانیت واطمینان والی نظر ہی نہیں آتیں، سچ تو یہ ہے کہ یہ بدترین ظالم گروہ ہے، ملاحظہ ہو آیت یقولون امنا سے ختم رکوع تک۔(۱)

ہمارے زمانے کی وہ جماعت جو فقہ کی موجودہ کتابوں پر آنکھیں بند کرکے جھک پڑی ہے جس نے ایک امام کی تقلید کا پٹا اپنے گلے میں مضبوط ڈال لیا ہے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ تقلید نے ان حضرات کو اسی

---

(۱) ویقولون آمنا باللہ وبالرسول واطعنا ثم یتولی فریق منهم من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين . واذا دعوا الى الله ورسوله ليحكم بينهم اذا فريق منهم معرضون° وان يكن لهم الحق ياتوا اليه مذ عنين° افى قلوبهم مرض ام ارتابوا ام يخافون ان يحيف الله عليهم ورسوله بل اولئك هم الظالمون (النور ۲۴/ ۴۷ – ۵۰)

وصف پر لا کھڑا کردیا ہے کہ ان آیتوں کا صحیح مصداق یہ ہو گئے ہیں، انھوں نے بھی حدیث و قرآن کے دو حصے کر لئے ہیں، ایک وہ جو مطابق مذہب ہے ایک وہ جو خلاف مذہب ہے جو مطابق ہے اسے تو مان لیں گے لیکن جو مخالف ہے اسے ہر گز نہ مانیں گے پس یہ نہایت برا وصف ہے، ہم اپنے موجودہ بھائیوں سے پر زور اپیل کریں گے کہ للہ وہ اس مہلک روش سے الگ ہو جائیں۔

رشک سے کیوں نہ جلے عیش کا خرمن اپنے
محفل غیر ہو جب شمع سے روشن اپنے

صحابہ کرام کا اختلاف اور اس کا فیصلہ

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ﴾ (النساء ۴/۶۵) کے مطابق صحابہ کرام کا عمل رہا ان کے پاس سوائے قرآن و حدیث کے کوئی تیسری چیز عمل کے لئے نہ تھی، یہی پاک روش صحابہ کرام کی رہی، اسی طریقے پر تابعین عظام رہے، اور یہی تعلیم ائمہ اسلام نے دی، لیکن ان سب کے خلاف چار سو سال کے بعد مسلمانوں میں ایک نئی بدعت نے سر نکالا اور اپنے خوبصورت چہرے پر مسلمانوں کو کچھ اس طرح مفتون کر لیا کہ ایک ایک دو دو ہو کر بجز ایک جماعت کے سب کے سب اس کی طرف جھک گئے اور یہ خوبصورت بلا ان کے گلے کا ہار بن گئی، جوں جوں اس بدبلا کے جراثیم ان کے جسم میں

اثر کرتے گئے قرآن وحدیث کی روح پرور پاک صحت بگڑتی گئی، بالآخر بعض بزرگوں سے رائے قیاس کے مانگے ہوئے ٹکڑوں پر انھوں نے قناعت کرلی، اور خدائی دستر خوان کا من وسلویٰ ان سے چھین لیا گیا، گھر گھر تقلیدی بھیک کے خشک ٹکڑوں کا ڈھیر نظر آنے لگا، اور روحانی لذیذ غذا دیکھنے کو بھی باقی نہ رہی۔

مندرجہ بالا آیت کے حکم کے ماتحت صحابہ کرام کے آپس کے تمام اختلافات کا فیصلہ صرف قرآن وحدیث سے ہوتا تھا، نمونے کے طور پر سنئے، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابوسلمہؓ میں اس عورت کی عدت کے بارے میں اختلاف ہوتا ہے جو حمل سے ہو، اور اس کے خاوند کا انتقال ہو جائے، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ چار ماہ دس دن اور بچے کا ہونا، ان میں سے جو آخر میں ہو وہی عدت ہے، حضرت ابوسلمہؓ نے فرمایا بچہ ہوتے ہی عدت پوری ہو جاتی ہے، خواہ عدت کی مدت سے پہلے ہو جائے، یہاں تک کہ انتقال کے ایک دن یا ایک گھنٹے کے بعد بھی ہو تو اس کی عدت پوری ہو گئی، اور اگر چار ماہ دس دن گذر جائیں اور پھر بھی بچہ نہ ہوا ہو تو جب بچہ نہ ہو تو وہ عدت میں ہے، حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ نے بھی یہی فرمایا کہ میں اپنے اس بھتیجے کے فتوے سے متفق ہوں، ہر ایک نے اپنے اپنے دلائل پیش کئے اور باقاعدہ مذاکرہ علمیہ ہوا، محبت کے ساتھ مناظرانہ گفتگو ہوتی رہی مگر کسی نتیجے پر نہ پہنچ سکے، مجلس نے طول کھینچا اور کوئی

فیصلہ نہ ہو سکا تو آخر یہ طے ہوا کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس کا صحیح علم ہے، قاصد بھیج کر ان سے دریافت کیا جائے، اگر کوئی حدیثِ رسول مل جائے تو اس سے اس اختلافی مسئلہ کا فیصلہ ہو، قاصد دوڑا ہوا گیا اور مائی صاحبہ سے عرض کی کہ صحابہ رسول اس امر پر باہم مناظرہ کر رہے ہیں، اور آپ کے پاس سب کے اتفاق سے میں بھیجا گیا ہوں، کیا اس بارے میں کوئی حدیث آپ کو یاد ہے؟ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا آؤ میں تمہیں حدیث سناؤں! سبیعہ رضی اللہ عنہا کے خاوند رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا، اس وقت یہ دوجیا (حاملہ) تھیں، تھوڑے دن ہی گذرے تھے کہ ان کے ہاں بچہ تولد ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں اگر وہ چاہیں تو دوسرا نکاح کر لینے کی اجازت مرحمت فرمائی، پس یہ حدیثِ رسول صاف دلیل ہے کہ حاملہ عورت کی عدت وضع حمل ہے، قاصد خوشی خوشی واپس آیا اور صحابہ کرام کے مجمع میں یہ حدیث بیان فرمائی، اللہ تعالیٰ حضرت ابن عباس پر اپنی رضامندی کی بارشیں برسائے آپ نے مجمع میں اسی وقت اپنے پہلے مسئلہ سے رجوع فرمایا اور صاف کہا کہ پہلے میں جو کہتا تھا غلط تھا صحیح مسئلہ یہی ہے حدیث کے سامنے میری گردن خم ہے، اللہ کے رسول سچے ہیں میں نے جو کہا غلط تھا میں اس سے اب رجوع کرتا ہوں، (۱) غرض حدیث شریف کے پیش ہوتے ہی سارا اختلاف مٹ گیا۔ سب ایک ہو گئے، کل گردنیں حدیث

---

(۱) اعلام الموقعین ج۱ ص ۲۵۴

نبوی کے سامنے جھک گئیں، سارے ہم خیال ہو گئے اور فرمانِ رسول بالا سر آنکھوں پر رکھ لیا، یہ تھی روش صحابہ کرام کی، اور یہی حکم ہے آیت مندرجہ ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ﴾(۱) کا، بالفرض اس قسم کے واقعات نہ بھی ملیں تاہم آیت کے الفاظ روزِ روشن کی طرح صاف بتلا رہے ہیں کہ ایمان نام ہی اس کا ہے کہ ہر اختلاف کا، ہر پیش آمدہ مسئلہ کا فیصلہ قرآن وحدیث سے ہی ہونا چاہئے، جب ایمان واسلام ہی کا نام ہے تو ہم کھلے لفظوں میں کیوں نہ کہیں کہ اس کے خلاف کا نام کفر وشرک ہے، جو لوگ اختلافی مسائل کا فیصلہ تجھ مجھ سے لیں جو لوگ شرعی مسائل کسی امام کے فرمان پر موقوف رکھیں بالیقین یہ وہ ہیں جو قرآنی اصطلاح کے مطابق ایمان سے کالے کوسوں دور ہیں، تقلید شخصی میں اگر اس کے سوائے اور کوئی برائی نہ بھی ہوتی تاہم یہی ایک برائی اس کی بدعت اور حرمت کے لئے کافی بلکہ کافی سے زائد تھی، چہ جائیکہ اس میں اس کے سوا اور بھی بیسیوں عیب ونقصان ہیں۔

مجھ کو کچھ حضور کے معلوم حال ہیں
میں سن چکا ہوں آپ بھی اہل کمال ہیں

حدیث پر فیصلۂ فاروقی رضی اللہ عنہ

بنو زہرہ کے ایک شیخ کو بلوا کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ پوچھتے

(۱) سورۃ النساء ٤/٦٥

ہیں کہ فلاں شخص کے بارے میں جو جاہلیت کا پیدا شدہ ہے اور نسب خلط ملط ہے تمہارا کیا علم ہے ؟اس نے کہا فراش تو فلاں کا تھا اور نطفہ فلاں کا ہے، بات صاف ہو گئی لیکن سیدنا حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ بچہ نطفے والے کا نہیں ہو سکتا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس کا فراش ہے اسی کی اولاد ہے۔(۱)

خلافت کا فیصلہ خلافِ حدیث ہو تو مردود ہے

مخلد بن خفاف فرماتے ہیں میں نے ایک غلام خریدا کیا، کچھ دنوں کے بعد مجھے اس کے ایک عیب کی اطلاع ہوئی تو میں نے جا کر دربار خلافت میں شکایت کی مجھے حکم ملا کہ میں اس غلام کو اسے لوٹا دوں جس سے خریدا ہے، اور اس سے جو غلہ میں نے حاصل کیا ہے وہ بھی واپس کر دوں، میں یہ حکم سن کر چلا آیا حضرت عروہؓ سے ملا اور حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن عبد العزیز کا یہ فیصلہ ان سے بیان کیا، انھوں نے کہا سبحان اللہ شام کو میں ضرور جاؤں گا اور کہوں گا کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سنا ہے کہ ایسے مقدمے کے فیصلے میں رسول اللہ ﷺ نے غلہ اسے دلوایا ہے جس کی ضمانت ہو، میں الٹے پاؤں دربار خلافت میں پھر پہنچا اور خلیفۃ رضی اللہ سے یہ حدیث نقل کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ نفع اس کا ہے جس کی ضمانت ہے اسی وقت حضرت عمرؒ نے سر جھکا دیا اور خوش ہو کر فرمانے لگے، وہ کتنا صحیح اچھا اور سچا، آسان

(۱) اعلام الموقعین صـ ۲۵۳

اور عمدہ فیصلہ ہے، اے خدا تجھے بخوبی علم ہے کہ میں نے اپنی طرف سے تو حق سمجھ کر وہ فیصلہ کیا تھا لیکن اب مجھے حدیث رسول ﷺ پہنچ گئی، اس لئے میں اپنے فیصلے کو توڑتا ہوں اور تیرے رسول ﷺ کے فیصلے کو سر آنکھوں پر رکھتا ہوں،(۱) فرحمه الله ورضی عنه، یہ ہے اسلام، نہ کہ حدیث کو چھوڑ فقہ کو لے کر خوش ہو گئے۔

قاضی صاحب کا خلافِ حدیث فیصلہ کوئی چیز نہیں

قاضی اسلام حضرت سعد بن ابراہیم کے پاس ایک مرتبہ ایک مقدمہ پیش ہوا آپ نے اس میں حضرت ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن کی رائے سے فیصلہ کر دیا، اس کے بعد حضرت ابن ابی ذئب نے قاضی صاحب سے ایک حدیث بیان کی جو اس فیصلے کے خلاف تھی، یہ سن کر حضرت سعد نے ربیعہ سے فرمایا کہ دیکھو امام ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ علیہ جو ثقہ ہیں یہ حدیث بیان فرماتے ہیں اور حدیث میں فیصلہ اس کے سراسر خلاف ہے جو میں نے کیا ہے، ربیعہ نے کہا اب کیا ہو سکتا ہے؟ آپ نے تو اجتہاد کر کے فتویٰ دے ہی دیا آپ کا حکم نکل ہی چکا بس وہ جاری رہے، حضرت سعد اس جواب سے بڑے رنجیدہ ہوئے اور کہنے لگے واہ واہ! سعد کی ماں کے لڑکے سعد کا فیصلہ تو جاری رہے اور رسول اللہ ﷺ کا فیصلہ رد ہو جائے؟ استغفر الله! نہیں نہیں بلکہ سعد کا فیصلہ غلط اور حضور کا فرمان سر آنکھوں پر جاؤ وہ کاغذات لاؤ جن پر میں نے ججمنٹ لکھی ہے

(۱) اعلام الموقعین صـ ۲۵٤

جب وہ کاغذات آئے تو آپ نے اس فیصلہ کو چاک کر دیا اور اس کے خلاف فیصلہ حدیث کے مطابق لکھ دیا۔(۱) اللہ ان پر رحم کرے انھیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

مقلدو! خدا سے ڈرو تم ان آیتوں ان حدیثوں، سلف کے ان روشن فیصلوں کے خلاف ہمیں لے جانا چاہتے ہو؟

امام شافعی کے فرامین

حضرت امام شافعیؒ فرماتے ہیں لوگوں کا اجماع ہے کہ سنتِ رسول، حدیثِ نبوی جس کے سامنے آجائے وہ کسی کے قول پر اسے ترک نہیں کر سکتا،(۲) فرماتے ہیں جب میں کوئی حدیث روایت کروں اور خود اسے نہ لوں تو یقین کر لینا کہ میری عقل جاتی رہی،(۳) فرماتے ہیں سنت رسول کے بعد کسی کا قول کوئی چیز نہیں(۴) تواتر سے آپ کا یہ فرمان منقول ہے کہ اگر صحیح حدیث کے خلاف میرا کوئی قول پاؤ تو اسے دیوار سے دے مارو۔(۵) اللہ اکبر یہ فیصلے امام صاحب کے اور پھر بھی شافعیہ کا اس فقہ پر اڑے رہنا جو سراسر حدیث کے خلاف بہت سے مسائل بیان کرتی

(۱) اعلام ج۱ صـ ۲۵٤

(۲) اعلام ج۱ صـ ۲۵٤ - ۲۵۵ "اجمع الناس علی ان من استبانت له سنة عن رسول الله لم یکن له ان یدعها لقول احد من الناس"

(۳) ایضاً (اذا رویت عن رسول الله ﷺ حدیثا ولم آخذ به فاعلموا ان عقلی قد ذهب)

(٤) حاشیة المدخل للبیهقی (دراسة وتحقیق د/ ضیاء الرحمن الاعظمی)

(٥) اعلام الموقعین ج۱ صـ ۲۵٤

ہے کیا یہ تقلید ہے؟

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مسئلہ پوچھا جاتا ہے کہ ایک شخص نے ایک لڑکی سے اپنا نکاح کیا لیکن پھر اس کی ماں سے وہ نکاح کرنا چاہتا ہے اس لئے اسے طلاق دے دیتا ہے تو کیا اس کی ماں سے اسے نکاح کرنا جائز ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ اس شخص نے اس فتوے کے مطابق اس عورت سے نکاح کرلیا اور چونکہ آپ بیت المال کے افسر تھے تو چاندی کے ردی ٹکڑے لے کر انھیں صاف کھری چاندی کے بدلے بدل لیا کرتے زیادہ دیتے اور کم لیتے، جب آپ مدینہ تشریف لائے اور اصحاب رسول ﷺ سے ان دونوں مسئلوں کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ پہلے شخص کے لئے اپنی ساس سے نکاح حدیث کی رو سے جائز نہیں، اگرچہ اس کی لڑکی کو مجامعت سے پہلے ہی وہ طلاق دے چکا ہے، اور جب چاندی کا چاندی سے تبادلہ ہو تو دونوں طرف برابری ہونا مطابق حدیث شرط ہے یہ سن کر آپ واپس پلٹے اور اپنے پہلے مسئلے کی غلطی بتلانے کے لئے اس شخص کو تلاش کر کے اس کے ہاں پہنچے لیکن وہ نہ ملا تو آپ نے اس کی قوم والوں سے فرمایا کہ میرا پہلا فتویٰ غلط تھا، صحیح یہ ہے۔ یہ شخص اس عورت سے نکاح نہیں کرسکتا، پھر آپ صرافے کے بازار میں پہنچے اور وہاں اعلان کیا کہ پہلے جو میں کرتا رہا وہ خلاف شرع تھا، چاندی چاندی کے بدلے برابر ہی ہونی چاہئے وزن اگر یکساں نہ ہو تو تبادلہ

---

(۱) اعلام الموقعین ج۱ صـ ۲۵٤

حلال نہیں۔(۱)

حدیث کو مقدم رکھنا ہی امام صاحب کا مذہب ہے

اگر آپ کو میری یہ بات کڑوی لگتی ہو تو آؤ میں آپ کو آپ کے اور اپنے امام، آپ کے مذہب کی معتبر کتاب اور آپ کے فقہاء کرام کا صحیح فیصلہ بھی اس بارے میں سنادوں، حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں " ان توجه لكم دليل فقولوا به" (درمختار)(۱) یعنی جب تمہیں دلیل (یعنی قرآن وحدیث) مل جائے تو وہی کہو جو اس میں پاؤ، یہ آپ کے مذہب کی معتبر کتاب "درمختار" میں موجود ہے اور شروع مقدمے میں ہی ہے آپ کے مذہب کی معتبر کتاب ردالمحتار شرح درمختار کا فیصلہ سنئے اس میں لکھتے ہیں

"اذا صح الحديث وكان على خلاف المذهب عمل بالحديث ويكون ذلك مذهبه ولايخرج مقلده عن كونه حنفيا بالعمل به فقد صح عنه انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبی" (۲)

یعنی جب کوئی مسئلہ صحیح حدیث میں آجائے اور ہو وہ حنفی مذہب کی کتابوں کے خلاف تو ایسی صورت میں عمل حدیث پر کرنا چاہئے اور اسی کو اپنا مذہب سمجھنا چاہئے، ایسا کرنے سے انسان حنفیت سے نکل نہیں جائے گا، کیونکہ خود امام ابو حنیفہؒ نے فرمادیا ہے کہ جو صحیح حدیث میں

---

(۱) درمختار ج۱ صـ ۱٤

(۲) شامی ج۱ صـ ۱٦٧ (مطبوعہ مکتبہ زکریا دیوبند)

ہو وہی میرا مذہب ہے۔

حنفی محمدی اتفاق

حنفی بھائیو! کاش کہ آپ اس روایت پر عمل کرلیں، بخدا آج یہ سارے جھگڑے مٹ جائیں اور مسلمانوں میں سے تفریق کی یہ سدِ سکندری بالکل دور ہو جائے، خدا کی قسم اہل حدیثوں کو اماموں سے عداوت و بغض نہیں، یہ تو وہی کہتے ہیں جو اماموں نے انھیں سبق دیا ہے کہ جب کسی کی بات خلافِ خدااور رسول ہو تو اسے چھوڑ دو، مطابق اور موافق ہو تو اسے لے لو، اماموں کی تعلیم بھی ہے، بزرگوں کا فیصلہ بھی یہی ہے، اور اہل حدیث کا مذہب بھی یہی ہے، اہل حدیث جس تقلید کو حرام کہتے ہیں، جس تقلید کو شرک بتلاتے ہیں جس تقلید کے منکر ہیں، جس تقلید کے قائل نہیں جس سے روکتے ہیں، وہ یہی تقلید ہے کہ انسان حدیث کے مقابلے میں کسی امام کی بات کو نہ چھوڑے۔ جب آپ ان اوران جیسے اور خلافِ حدیث مسائل کو جو فقہ کی ان کتابوں میں بکثرت سینکڑوں کی تعداد میں موجود ہیں، چھوڑ دیں گے، اور حضرت امام ابو حنیفہ کی سچی ماتحتی میں ان کے خلاف جو حدیثیں ہیں ان پر عمل اور ایمان رکھیں گے تو یہی اہل حدیث ہونا ہے، اور سچ تو یہ ہے کہ یہی حنفی ہونا بھی ہے، خدا تمہیں اور ہمیں سمجھ دے، اور اگر باوجود ان صحیح حدیثوں کے دستیاب ہونے کے پھر آپ تقلید ائمہ کے پیچھے پڑ کر ان حدیثوں کا گلا گھونٹیں گے، اور نہ ایمان لائیں گے، نہ ان پر عمل کریں گے، تو آپ خود سمجھ لیں کہ

کس منھ سے خدا کے رسول سے شفاعت کی آرزو کریں گے ؟ اور کس زبان سے میدانِ محشر میں آپ حوضِ کوثر کا پانی آپ سے طلب کریں گے ؟ ایسا کرنے والوں کو حق ہی کب ہے جو آپ کی امت کہلوائیں ؟

دوستو! ذرا سے غور پر فیصلہ ہو سکتا ہے، حق نتھر سکتا ہے، سچ جھوٹ میں تمیز ہو سکتی ہے، بھائیو! دو پیسے کی ہنڈیا ٹھونک بجا کر لیتے ہو، پھر دینی معاملات میں باپ دادوں کی روش، قوم کی چال، اگلوں کی تقلید اور بے تحقیق باتوں پر عمل کو کیسے روا رکھتے ہو ؟ اٹھو، سوچو اور سمجھو اور حق کی قبولیت میں عار نہ کرو کل خدا کے سامنے جانا ہے اسی سے کام پڑنا ہے۔

سنو چاہے دنیا بدل جائے چاہے ماں باپ بگڑ جائیں، چاہے کنبہ قبیلہ ترک ہو جائے چاہے برادری نکال دے، چاہے شہر بدر ہونا پڑے، چاہے مکمل بائیکاٹ ہو جائے، چاہے دنیا بھر کی مصیبتیں آجائیں، چاہے مقدمات اور کیس لگ جائیں چاہے دنیا برا بھلا کہنے لگے، سب منظور کر لو، لیکن حبیب خدا شافع روز جزا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حدیث، آپ کی سنت آپ کے فرمان کو ترک نہ کرو۔

امام ابو حنیفہ کے فرامین

میرے محترم بھائیو! مندرجہ حدیثیں اور ان کے برخلاف فقہ کے فتوے بھی آپ کی نگاہوں کے سامنے ہیں میں اپنا مطلب واضح کر چکا ہوں کہ آپ اپنے سچے عقیدے کے مطابق ان حدیثوں پر عمل

وعقیدہ رکھیں، اوران کے خلاف جو فقہ کے مسائل ہیں ان سے دست برداری کرلیں، اس سے جہاں ایک طرف اللہ کے رسول، رسولوں کے سردار امت کے شافع، ساقی کوثر ﷺ ہم سے خوش ہوں گے وہاں دوسری جانب خود حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "اذارأیتم کلامنا یخالف ظاھرالکتاب والسنۃ فاعملوا بالکتاب والسنۃ واضربوا بکلامنا الحائط "(میزان شعرانی) (۱)

یعنی جب تم دیکھو کہ ہمارا کوئی کلام ظاہری طور پر قرآن وحدیث کے خلاف ہے توتم عمل قرآن حدیث پر ہی کرنا ہمارے اس کلام کو دیوار سے دے مارنا، آپ فرماتے ہیں "ایاکم والقول فی دین اللہ بالرأی وعلیکم باتباع السنۃ فمن خرج عنھا ضل" (۲) لوگو خدا کے دین میں رائے قیاس کی پیروی سے بچو لوگو! سنت وحدیث رسول اللہ ﷺ کی تابعداری کو لازم پکڑلو، لوگو! سن رکھو جو سنت وحدیث کی تابعداری سے جدا ہو گیا وہ گمراہ ہو گیا وہ بہک گیا وہ بھٹک گیا، اللہ تعالیٰ امام صاحب کی قبر کو نور سے بھر دے ان پر اپنی رحمت کی جھومتی ہوئی بدلیاں برسائے، اسے زیادہ آپ کیا کرسکتے تھے کہ کھلے لفظوں میں اپنی تقلید حرام فرماگئے چنانچہ فرماتے ہیں "حرام علیٰ من لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی" (میزان شعرانی) (۳) یعنی جسے میرے قول کی دلیل کی

---

(۱) المیزان الکبریٰ للشعرانی ج۱ صـ ٦٠
(۲) المیزان ج۱ صـ ٦٣ / قواعد الحدیث صـ ٢٣
(۳) ایضاً

معرفت نہ ہو اس پر حرام ہے کہ میرے قول پر فتویٰ دے،

دوستو! جس تقلید کو اہل حدیث آج حرام کہتے ہیں اور تم لٹھ لے کر ان کے پیچھے پڑ جاتے ہو وہ یہی تقلید ہے جسے خود حضرت امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی حرام بتلاتے ہیں، پس خدارا غور کرو، بھیڑ چال چھوڑو صحیح راہ اختیار کرو، تم حنفی بھی اسی وقت بن سکتے ہو جب حدیث کے خلاف، ان اقوال کو دیوار سے دے مارو، اور اسی وقت محمدی بھی ہو جاؤ گے کیونکہ یہی مذہب محمدی اہل حدیث جماعت کا ہے، پس للہ تفرقوں کو چھوڑو، اس پھوٹ کو پھینکو اور مل جل کر سب کے سب اللہ کے بندے اور اس کے رسول کے تابعدار بن جاؤ، اتفاق سے رہو سہو، ایک ہاتھ میں کلام اللہ دوسرے میں سنت رسول اللہ لے لو، یہی اماموں کی راہ ہے، اسی میں دین کا، دنیا کا یہاں کا وہاں کا غرض دونوں جہاں کا بھلا ہے۔

مسلک سنت پہ اے سالک چلا جا بے دھڑک
جنت الفردوس کو سیدھی گئی ہے یہ سڑک

برادران! میرا تو ایمان ہے کہ آج اگر حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ زندہ موجود ہوتے اور یہ فقہ کی کتابیں دیکھتے تو ان مسائل کو جو خلافِ حدیث ہیں قطعاً نکال دیتے، اور ان کی اصلاح کر کے مطابق حدیث لکھ دیتے، اس لئے کہ آپ کا فرمان ہے " ماجاء عن رسول الله فبا لراس والعين " یعنی رسول اللہ ﷺ کی حدیث سر آنکھوں پر ہے

---

(١) المدخل للبيهقي صـ ٢٠٤ / ميزان شعراني ج١ صـ ٧١

(ظفر الامانی)(ا) آپ فرماتے ہیں "ضعیف الحد یث احب الی من آراء الرجا ل " مجھے تو ضعیف سے ضعیف حدیث بھی ساری دنیا کے لوگوں کی رائے سے زیادہ پسند اور محبوب ہے (عقود الجواہر)(ا) آپ سے سوال ہوتا ہے کہ حضرت یہ جو آپ ہمیں رائے قیاس سے مسائل بتلادیا کرتے ہیں کیا یہ سب آپ کے نزدیک بر حق ہی ہیں ؟ آپ جواب دیتے ہیں "لعله الباطل الذی لاشك فیه " (۲) یعنی بہت ممکن ہے کہ سب بالکل غلط ہی ہوں (جزء تاریخ خطیب)

برأت امام

میرے بھائیو! ہمارے امام صاحب ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا، اللہ انھیں غریق رحمت کرے، ہرگز یہ مذہب نہ تھا کہ حدیث کے خلاف کسی کی مانی جائے پھر میں نہیں سمجھ سکتا کہ آپ نے آج یہ کہاں سے اور کیوں کس کی تقلید میں مان لیا؟ کہ ان کتابوں میں جو ہے ہم تو اسی کو مانیں گے ؟ گو آپ کو صحیح اور صریح حدیثیں اس کے خلاف دکھادی جائیں ، میں تو سمجھتا ہوں کہ اس میں نہ صرف حدیث کی بے حرمتی ہے بلکہ خود امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بھی بے ادبی ہے اور پھر اسے امام صاحب کا

---

(۱) اعلام الموقعین ج۱ صـ ۲۷ میں یہی بات اور وضاحت سے ہے "واصحاب ابی حنیفة رحمه الله مجمعون علي ان مذهب ابی حنیفة ان ضعیف الحدیث عنده اولی من القیاس والرا ی " یہی بات امام احمد بن حنبل کی جانب بھی منسوب ہے (ایضاً)

(۲) تاریخ بغداد صـ ۴۰۲

مذہب بتلانا یہ توان پر تہمت دھرنا ہے سنئے! امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود اپنا مذہب بیان فرماتے ہیں ایسا کہ اگر آج وہ ہوتے اور یہ فرماتے تو شاید کثر لوگ انھیں بھی غیر مقلد کہہ کر زمین آسمان سر پر اٹھا لیتے سنئے فرماتے ہیں "اخذ بكتاب الله فمالم اجد فبسنة رسول الله ﷺ فان لم اجد فی كتاب الله ولاسنة رسوله ﷺ اخذت بقول اصحابه "(۱) یعنی میں ہر مسئلہ میں قرآن شریف کو لیتا ہوں اس میں وہ مسئلہ نہ پاؤں تو حدیث رسول اللہ ﷺ کو لیتا ہوں اس میں بھی نہ ملے تو اقوال صحابہ پر عمل کرتا ہوں، پس ظاہر ہے کہ حضرت الامام عالی مقام علیہ الرحمۃ والسلام عامل حدیث وقرآن تھے۔

بھائیو! سچ مانا بخدا یہی مذہب میرا ہے اور میری کل جماعت اہل حدیث کا، پس صحیح معنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے امام حضرت امام ابو حنیفہؒ ہیں، یہی تعلیم امام صاحب کی ہے اور یہی مذہب آپ کا ہے، پس ہم تمہیں امام صاحب کے اسی صحیح مذہب کی دعوت دیتے ہیں۔ آؤ اختلافات کے پردے چاک کردو اور جس طرح رسول اللہ ﷺ کی رسالت کے ماننے میں ہم سب متفق ہیں آؤ مل کر آپ کی حدیث کے عمل پر بھی متفق ہو جائیں۔

برادران! صرف میں ہی نہیں دنیا کے مسلمان مانتے ہیں کہ حدیث اور قیاس ہم پلہ چیزیں نہیں ان میں زمین آسمان کا فرق ہے، قیاس جو حدیث کے خلاف ہو قطعاً چھوڑ دیا جائے گا مگر حدیث جو قیاس کے

---

(۱) تاریخ بغداد صـ ۳٦۸ / المدخل للبيهقى صـ ۲۰٤

خلاف ہو ہرگز نہ چھوڑی جائے گی، پس آپ سے عرض ہے کہ جو مسائل قیاسیہ خلافِ احادیث صحیحہ ہیں ان سے دست بردار ہو جایئے، رائے کوئی وقعت کی چیز نہیں، خود حضرت امام ابو حنیفہ کی والدہ ماجدہ کو ایک مسئلے میں فتوے کی ضرورت پڑی، " فا فتـا ھا ابو حنيفة فلم تقبل " امام صاحب نے بتلایا لیکن انھوں نے قبول نہ کیا (ملاحظہ ہو جزء تاریخ خطیب بغدادی ص: ۴۷)(۱) پیران پیر حضرت شاہ عبدالقادر صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب مقالہ ۲۶ میں لکھتے ہیں "واجعل الكتاب والسنة امامك وانظر فيها بتأ مل وتفكر ولا تغتر بالقيل والقال وا لهوس اعمل بهما فليس لنا كتاب غيره فنعمل به وليس لنا نبي غيره فنتبـعـه لاتخرج عنهما فيضلك هواك والشيطن وبهما يرتقى العبد الى درجة الولاية والبد لية " یعنی قرآن وحدیث کو اپنا امام بنالے اور غور وفکر سے ان کا مطالعہ کیا کر اور ادھر ادھر کی باتوں اور ہوس میں نہ پھنس صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرتا رہ اسے سمجھ لے کہ قرآن کریم کے علاوہ ہمارے پاس عمل کے قابل کوئی کتاب نہیں، اور آنحضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا ہمارا کوئی نبی نہیں جس کی ہم تابعداری کریں، خبردار کبھی بھی قرآن حدیث سے باہر نہ ہونا، ورنہ خواہش نفسانی اور شیطان لعین تمہیں سیدھی راہ سے بھٹکا دیں گے، یاد رکھ کہ انسان اولیاء اللہ

---

(۱) تاریخ خطیب بغدادی صـ ٣٦٦ (مطبع دارا لکتاب العربی بیروت)

اور ابدال کے درجے کو قرآن حدیث کی تابعداری سے ہی پاسکتا ہے۔

ایک عجیب لطیفہ

ایک عجیب لطیفہ بھی سنتے جائیے! اہل حدیث اگر امام ابو حنیفہ کا کوئی مسئلہ چھوڑ دیں تو غضب ہو جاتا ہے، ستم ٹوٹ پڑتا ہے، ہائی دہائی مچنے لگتی ہے، کائیں کائیں ہونے لگتی ہے، کفر کے فتوے ڈھلنے لگتے ہیں، برادریوں سے خارج کر دیئے جاتے ہیں، بائیکاٹ ہونے لگتے ہیں، غیر مقلد غیر مقلد کے ڈھول پیٹے جاتے ہیں اور اس مسکین کے خلاف قیامت قائم کر دی جاتی ہے، لیکن یہی جرم جب مقلد کریں اگلے پچھلے سب مل کر امام صاحب کا مسئلہ چھوڑ دیں اس کی طرف التفات تک نہ کریں، اس کے صریح خلاف مسئلہ جوڑ لیں، تو کہیں سے چوں کی بھی آواز نہ آئے، اور لطف یہ ہے کہ خاصے مقلد کے مقلد بنے رہیں، آپ خیال فرمائیں کہ خود امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان حنفی مذہب کی معتبر کتاب ہدایہ میں یہ ہے "عن ابی حنیفة انه یقوم من الرجل بحذاء رأسه ومن المرأة بحذاء وسطها لان انساً فعل کذالك وقال وهو السنة "(۱) یعنی امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں کہ امام مرد میت کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے اس کے سر کے مقابل کھڑا رہے اور عورت کے جنازے کی نماز کے وقت اس کے درمیان کھڑا رہے، اس لئے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح کیا ہے، اور فرمایا ہے کہ یہی سنت طریقہ ہے، آپ نے دیکھا؟ کہ امام صاحب کا صاف فرمان ہے اس پر آپ نے حضرت انس کے

---

(۱) هدایه ج۱ صـ ۱۸۱ باب الجنائز (مطبوعه المکتبة الاشرفیه دیوبند)

فعل کو اور پھر اس فعل کے سنت رسول ﷺ ہونے کو دلیل میں پیش کیا ہے، لیکن حنفیوں نے اجماع کر کے امام صاحب کے اس حق اور بادلیل مسئلے کا بالکل انکار کر دیا ہے آج تمام حنفیوں کا عمل اس کے خلاف ہے تمام حنفی مولویوں کا فتویٰ اس کے برخلاف ہے، اور کتب فقہ کے تمام مصنفین نے بھی اس کا خلاف کیا ہے۔(۱)

ریمارک بر کتبِ فقہ

دوستو! بخدا ابھی تک ہماری سمجھ میں یہ اندھیر تو نہیں آیا کہ آخر فقہاء کرام نے ایسا کیوں کیا؟ کہ امام صاحب نے جو حق مسئلہ بتایا اور اس کی دلیل صحابی کے فعل سے پھر سنت رسول ﷺ سے دی، اسے تو پرے پھینک دیا، اور حنفی مذہب میں ان کے بتلائے ہوئے صریح اور صحیح مسئلے کے خلاف مسئلہ گھڑ لیا اور آج تمہارے علماء نے یہ سبق دیا کہ فقہ کی ان کتابوں میں جو ہے وہ امام صاحب کا بتلایا ہوا ہے، اور انہی کا مذہب ہے اور یہی قرآن حدیث ہے۔

دوستو! قسم خدا کی جس طرح یہاں پردے اٹھ گئے ہیں اور حقیقت ظاہر ہو گئی ہے اسی طرح میرا تو ایمان ہے کہ اکثر و بیشتر مسائل میں ہوا ہو گا، بلکہ ہوا ہے، نہ ان کتابوں میں صرف امام صاحب ہی کے مسائل ہیں نہ یہ کتابیں امام صاحب کی ہیں، نہ ان کے مسائل حقیقی معنیٰ میں حنفی مذہب کہلوانے کے مستحق ہیں واللہ ان میں تو وہ شرمناک مسائل بھی ہیں کہ ایک بھلا انسان کبھی بھی ان مسائل کو امام صاحب کے

---

(۲) امام صاحب اور ان کے شاگردوں کے اختلاف کا منظر "مذہبی دنگل" کے لئے "درایت محمدی" ملاحظہ فرمائیں۔

مسائل نہیں کہہ سکتا، بلکہ ان کو سن کر بھی شرماتا اور جھینپنا پڑتا ہے، وہ مسائل تہذیب وانسانیت کے بھی خلاف معلوم ہوتے ہیں طبعیت پر بوجھ پڑنے لگتا ہے (۱)، پس ہمارا مسلک جو ہے اور جس پر آپ کو بھی ہم لانا چاہتے ہیں یہی ہے کہ ان کتابوں پر اندھادھند عمل چھوڑدو، عمل کے لائق کلام اللہ ہے کلام الرسول ہے۔

برادران! دیکھو تو سہی، تم نہ محمدی رہے نہ حنفی رہے نہ سنی رہے ،نہ فقہی رہے، خدا جانے کہاں سے کہاں یہ رَو تمہیں بہالے گئی؟ یہ تو الٹی چال تم چلے، تم نے الٹی گنگا بہائی، تم نے دریا پہاڑوں پر چڑھادیے، پس اللہ غور کرو تنہائی میں بیٹھ کر سوچو، اہل حدیث تمہارے حقیقی خیر خواہ ہیں اہل حدیث ہی اماموں کے ماننے والے ہیں وہی ان کی سچی قدر کرنے والے ہیں وہی ان کے سچے اور صحیح اصول پر قائم ہیں، یہ تقلید جو آج تم میں پھیلائی گئی ہے اس سے اماموں کو روحانی صدمہ ہے، ہم تمہیں ان شاء اللہ بروز قیامت دکھادیں گے کہ اس اندھی تقلید سے امامان دین کس طرح بیزاری ظاہر کرتے ہیں؟ اور ساتھ ہی آپ دیکھ لیں گے کہ خدا کے نزدیک اماموں کے سچے تابعدار کون ثابت ہوتے ہیں؟

دعا

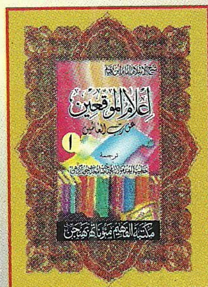
اللہ تعالیٰ ہمیں حق کو حق سمجھنے۔ حق کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق اور ہمت دے۔ ایسا نہ ہو کہ حق کھل جانے کے بعد بھی کمزوری قلب ناسازگاریِ ایام کی وجہ سے عمل نصیب نہ ہو صرف اس ڈر سے عمل چھوڑدیں کہ ایسا کرنے سے لوگ غیر مقلد وہابی کہہ دیں گے برادری میں اور شہر میں رہنا مشکل ہو جائے گا۔ والتوفیق بید اللہ" ۔

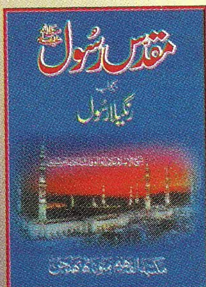
---

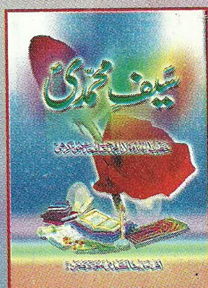
(۱) ان مسائل کا نمونہ دیکھنے کے لئے ملاحظہ ہو "سیف محمدی" "ہدایت محمدی" وغیرہ

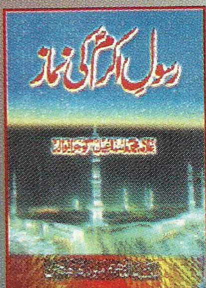
اہل حدیث اکیڈمی مئو کی مطبوعات

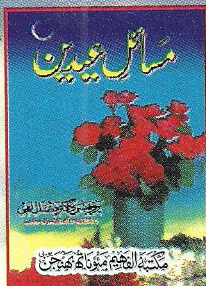
دین محمدی (اعلام الموقعین کا مکمل اردو ترجمہ دو جلدوں میں)	600/00
ارشاد محمدی (حنفیہ مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ)	45/00
سیف محمدی (حنفی مذہب کا برہنہ فوٹو)	75/00
طریق محمدی (اتباع سنت نبوی اور ترک تقلید شخصی)	90/00
درایت محمدی (ہدایہ قرآن و حدیث کی عدالت میں)	85/00
امام محمدی (امام ابو حنیفہ تاریخ بغداد کے آئینے)	36/00
ہدایت محمدی (کتاب و سنت کے خلاف ہدایہ کے سو مسائل)	18/00
شمع محمدی (حدیث رسول اور فقہ حنفی ایک تقابلی جائزہ)	75/00
بدعات کی تردید میں شیخ ابن باز کے آٹھ مفید رسالے۔	25/00
تبلیغی جماعت اور الاخوان المسلمون۔	75/00
برصغیر میں اگر وہابی نہ ہوتے؟	15/00
ایک ہاتھ سے مصافحہ (المقالۃ الحسنٰی)	16/00
مسئلہ تقلید کی حقیقت۔	22/00
کیا مردے سنتے ہیں؟	18/00
اطاعت یا تقلید۔	18/00
صف بندی کے احکام و مسائل (غازی عزیر)	22/00
وہابیت کوئی نیا مذہب نہیں۔	12/00
سفینہ ڈوب نہ جائے۔	18/00

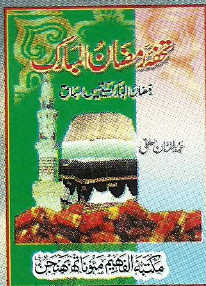

اعلام الموقعین
مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن


مقدس رسول


سیف محمدی


رسول اکرم کی نماز


مسائل عیدین
مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن


تحفۂ رمضان المبارک
مکتبۃ الفہیم مئوناتھ بھنجن